Aghwa Ka Jaal

اغوا کا جال

Shoki Brothers Novelt

بچوں کا اسلام میں قسط وار شائع ہوا اور ابھی تک کتابی شکل میں شائع نہیں ہوسکا۔ شمارہ نمبر 13-26 شائع ہوا تھا۔

مکمل ناول

اغوا کا جال

اشتیاق احمد

ان کے دروازے پر ایک کار آکر رکی' کار بہت زبردست تھی اس میں سے اترنے والا آدمی بہت بھاری بھرکم تھا۔ شکل صورت کے لحاظ سے بہت خوفناک تھا۔ جونہی وہ دروازے کی طرف بڑھا' ان کے دل دھک دھک کرنے لگے۔ دروازے پر رک کر اس نے ایک نظر اندر ڈالی۔ ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں الجھن نظر آئی۔ اس نے سوالیہ انداز میں کہا:

"شوکی برادرز؟"

"جی... وہ پہلے..." شوکی ہکلایا۔

"جی وہ پہلے کیا" وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔

"پہلے السلام علیکم کہنا چاہیے' پھر پوچھیں' کیا پوچھنا چاہتے ہیں"

کے چہرے پر ایک رنگ آکر گزر گیا۔

"اچھا ٹھیک ہے' السلام علیکم"

"جی نہیں... اچھا ٹھیک ہے سے پہلے السلام علیکم کہیں"

اس نے انہیں اور زیادہ تیز نظروں سے گھورا۔ پھر بولا:

"اچھا... السلام علیکم"

"وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" شوکی کے ساتھ تینوں بھائی بھی بولے:

"تو آپ ہی شوکی برادرز ہیں"

"اللہ کی مہربانی ہے" آفتاب مسکرایا۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ ان کے دفتر میں داخل ہوگیا۔

"واپس جائیں' دروازے پر رک کر اندر آنے کی اجازت طلب کریں" شوکی نے بُرا سا منہ بنایا۔

"آپ... آپ عجیب ہیں"

"عجیب نہیں ہم مسلمان ہیں"

"کیا میں اندر آسکتا ہوں" اس نے جل بھن کر کہا۔

"تشریف لائیے"

وہ اندر داخل ہوا' اس نے اور زیادہ بُرا سا منہ بنایا' پھر بولا:

"یہ کیسا دفتر ہے' نہ یہاں کرسیاں' نہ میزیں' نہ کوئی صوفہ' بس فرش پر ایک چٹائی بچھی ہے اور اس پر ایک طرف فون رکھا ہے"

"یہ بوریا نشینوں کا دفتر ہے... اگر آپ کو پسند نہیں آیا تو شہر میں پرائیویٹ سراغ رسانی کے بہت سے دفاتر ہیں' وہاں کی آن بان اور شان دیکھ کر آپ خوش ہو جائیں گے۔ میں آپ کو ان کے نام پتے بتا دیتا ہوں"

"لیکن میں نے آپ لوگوں کا نام سنا ہے اور آپ ہی سے کام کرانا چاہتا ہوں"

"تب آپ اس چٹائی پر بیٹھ کر بات بتائیں" آفتاب مسکرایا۔

پھر اپنے بھائیوں کی طرف مڑتے ہوئے بولا:

"اخلاق! تم ذرا اندر کا ایک چکر لگا لو"

"اچھا بھائی جان"

یہ ایک اشارہ تھا' اخلاق اٹھ کر اندرونی دروازے سے دوسری طرف چلا گیا' ادھر وہ چٹائی پر بیٹھ چکا تھا۔

"میں لیاقت بگوڑیا ہوں" اس نے گویا تعارف کرایا۔

"کیا نام بتایا آپ نے لیاقت پکوڑیا... آپ پکوڑے بیچتے ہیں"

"حد ہوگئی! کیا آپ نے میری کار نہیں دیکھی"

"جی... وہ تو دیکھی ہے" اشفاق نے فوراً کہا۔

"تو کیا پکوڑے بیچنے والے کاروں میں گھومتے ہیں"

"کیوں نہیں جناب! میں نے تو پکوڑے بیچنے والوں کو ہوائی جہازوں میں گھومتے دیکھا ہے... اور یہ سب اللہ کی مرضی ہے"

"آپ لوگ تو شاید میرا دماغ چاٹ جائیں گے... میں مطلب کی بات کی طرف آتا ہوں... میرے دس سالہ بیٹے کو کسی نے اغوا کر لیا ہے... دس دن ہو چکے ہیں' لیکن پولیس اب تک کچھ نہیں کر سکی... اب کسی نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ میں آپ لوگوں کی خدمات حاصل کروں..."

"اوہ ہاں! ہم اخبارات میں یہ خبر پڑھ چکے ہیں' اغوا کرنے والوں نے اب تک آپ سے کوئی مطالبہ بھی نہیں کیا' یہی بات ہے"

"ہاں! بالکل! اگر ان لوگوں نے کوئی مطالبہ کیا ہوتا تو مجھے پولیس کے پاس جانے کی کیا ضرورت تھی اور اب آپ کے پاس کیوں آتا؟.. فوراً رقم ادا کرتا اور اپنے بیٹے کو چھڑا لیتا"

"مطلب یہ کہ اغوا کرنے والوں نے دس دن گزر جانے پر بھی کوئی مطالبہ نہیں کیا"

"کیسی بات ہے"

"ٹھیک ہے! آپ ہم سے چاہتے ہیں... ہم آپ کے بیٹے کو تلاش کریں۔ اغوا کرنے والوں کے قبضے سے چھڑا کر لے آئیں"

"آپ صرف سراغ لگا دیں... چھڑا کر پولیس خود لے آئے گی"

"آپ کی مرضی.. اس طرح اگر کام خراب ہوا تو ذمے داری آپ کی ہوگی" شوکی نے کچھ سوچ کر کہا۔

"کیا مطلب...؟" لیاقت بگوڑیا نے پریشان ہو کر کہا۔

"مطلب یہ کہ ہم آپ کے بیٹے کا سراغ لگا کر آپ کو بتا دیں گے' آپ پولیس کو لے کر وہاں جائیں گے اور پولیس ان لوگوں کو گرفتار نہ کر سکے' آپ کا بیٹا آپ کو نہ ملے تو ذمے دار ہم نہیں ہوں گے"

"آپ کا مطلب ہے... سارا کام آپ خود کرنا چاہتے ہیں"

"اگر آپ پسند کریں گے تب... ورنہ نہیں" آفتاب نے فوراً کہا۔

"جی نہیں! آپ صرف پتا لگا کر بتا دیں کہ میرا بیٹا کہاں ہے' کن لوگوں کے قبضے میں ہے اور بس باقی کام میں خود کرلوں گا"

"بہت بہتر! ہم یہ کام اللہ نے چاہا تو کر دیں گے"

"اب اپنا معاوضہ بتائیں"

"ہم نصف معاوضہ پہلے اور نصف معاوضہ کام مکمل کرنے پر وصول کرتے ہیں۔ اس کام کا معاوضہ ہم آپ سے صرف بیس ہزار روپے لیں گے' لہٰذا دس ہزار روپے عنایت کریں"

"صرف بیس ہزار! میرا خیال تھا' آپ دو لاکھ سے تو کیا کم مانگیں گے"

"ہمارے لیے بیس ہزار ہی کافی ہیں' اس میں سے کچھ رقم ٹیکسیوں کے بل ادا کرنے میں خرچ ہو جائے گی" اور بھی اخراجات ہوں گے.. اس کے باوجود یہ معاوضہ کافی ہے"

"آپ لوگوں کی مرضی! میں تو زیادہ دینے کے لیے تیار تھا.. خیر! آپ اپنا کام کب شروع کریں گے"

"ابھی اور اسی وقت سے... آپ اپنی کوٹھی کا پتا وغیرہ لکھوا دیں اور جائیں' ہم کچھ دیر بعد وہاں پہنچیں گے"

"اچھی بات ہے... یہ لیں دس ہزار روپے"

شوکی نے نوٹ لے لیے' نام پتا اور فون نمبر لکھ لیا... پھر لیاقت بگوڑیا چلا گیا۔

اسی وقت اخلاق اندر داخل ہوا۔

"ہاں! کیا پتا چلایا"

"لیاقت بگوڑیا کی کار کا نمبر PA1376 ہے۔ وہ شہر کا ایک مال دار ترین شخص ہے۔ اس کی کئی ملیں اور کارخانے ہیں۔ بیٹا صرف ایک ہے.. یہ اسی کے اغوا کے سلسلے میں آیا تھا"

"تمہیں کیسے پتا چلا کہ ایک ہی بیٹا ہے"

"میں باہر گیا' کار کا نمبر نوٹ کیا... پھر انکوائری سے اس کے گھر کا نمبر پوچھا... وہاں فون کیا... پتا چلا کہ بیٹا اغوا ہوگیا ہے... اور ایک ہی بیٹا ہے' کوئی بیٹی بھی نہیں ہے"

"حد ہوگئی... آخر تم نے یہ بات کس طرح پوچھ لی"

"گھر کے سب افراد کا بہت بُرا حال ہے' بے چینی سے فون کا انتظار کر رہے ہیں' میں ایک بات پوچھوں... جلدی جلدی دس باتیں بتا جاتے ہیں' ان کی حالت دیوانوں جیسی ہے"

"ہوں خیر... لیکن یہ تو تم نے کوئی خاص بات نوٹ نہیں کی" شوکی نے بُرا سا منہ بنایا۔

"میں نے خاص بات بھی نوٹ کی ہے... لیاقت بگوڑیا کے ڈرائیور کا بغور جائزہ لیا ہے اور میرا خیال ہے اس اغوا میں ہو نہ ہو اسی کا ہاتھ ہے" اخلاق جلدی جلدی بولا۔

"کمال ہے! بھائی صاحب نے اس قدر جلد نتیجہ بھی نکال لیا"

"اس کی شکل دیکھ کر اگر آپ بھی یہی نہ کہیں تو بات ہے" اخلاق نے فوراً کہا۔

"خیر... ہم اس کی شکل ضرور دیکھیں گے... اب چلنے کی تیاری کرو... ہم نے دس ہزار وصول کیے ہیں' ان کا حق بھی ادا کرنا ہے اور بعد میں جو دس ہزار لیں گے... ان کا حق بھی ادا کرنا ہے"

"ابھی لیجیے"

وہ تیار ہو کر نکلنے ہی لگے تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ شوکی نے ریسیور اٹھایا اور بولا:

"السلام علیکم! یہ شوکی برادرز کا دفتر ہے... فرمائیے' کیا خدمت کر سکتا ہوں"

"زبردست" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کی کون زبردست! آپ یا میں"

"غلط سمجھے... تم میری زبردست خدمت کر سکتے ہو"

"یہ سن کر زبردست خوشی ہوئی" شوکی نے منہ بنایا۔

"غور سے سنو! اگر ٹانگیں تڑوانے کا شوق ہے تو اس کیس پر ضرور کام کرو"

"آپ کا مطلب ہے... اگر ہم نے اس کیس پر کام کیا تو آپ ہماری ٹانگیں توڑ دیں گے" شوکی گھبرا کر بولا۔

"بالکل" وہ بولا۔

"لیکن کون سے کیس پر..."

"لیاقت بگوڑیا کے بیٹے والے کیس پر..."

ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا۔

(جاری ہے)

کشتیٔ نوح علیہ السلام کی تلاش

...کیا گیا ہے اس میں حضرت نوح ... طوفان کا حال بیان کر رہے ہیں۔ ان ... تختی پر پائے گئے۔ ... اپنے خاندان کے کچھ افراد اور

ہے۔ نوارا نے بچپن میں کشتی کے قصے سنے تھے اور فیصلہ کیا تھا کہ بڑا ہونے پر وہ کشتی کو ضرور تلاش کرے گا۔ دوسری جنگ عظیم سے پہلے اس نے ترکی کے ایک عالم کے ساتھ مل کر ارارات پر چڑھنے کا فیصلہ کیا۔ اس سفر کے دوران عالم نے ایک جگہ رک کر مزید آگے جانے

چڑھنے کی باقاعدہ تربیت حاصل کی۔ 1955ء میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ترکی واپس آیا۔ اس بار اس نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ کشتی کی تلاش میں آیا ہے' اس لیے کہ ترکی کی حکومت نے اس قسم کی ہر مہم پر پابندی لگا دی تھی لہٰذا نوارا نے اپنے ایک بیٹے کے ساتھ اس ...

اغوا کا جال

2

اشتیاق احمد

انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا:
"دھمکی خوفناک ہے۔" اگر ہم نے اس کیس پر کام کیا تو وہ ہماری ٹانگیں توڑ دے گا.... ظاہر ہے وہ اغوا کرنے والا ہی ہوسکتا ہے، کسی اور کو ہماری ٹانگیں توڑنے کی کیا ضرورت۔" شوکی جلدی جلدی بولا۔
"کوئی اور بھی ہوسکتا ہے اور وہ ایسے کہ اغوا کرنے والے نے کرائے کے غنڈے پال رکھے ہوں یا کرائے پر غنڈے حاصل کر لیے ہوں اور اب ان کے ذریعے ہمیں یہ دھمکی دلوائی ہو.... سوال یہ ہے کہ کیا ہم اس کیس پر کام کرنے سے انکار کر دیں۔" شوکی نے تینوں کو غور سے دیکھا۔
"یہ تو وعدہ خلافی ہوگی، اصول کی خلاف ورزی ہوگی اور بزدلی بھی ہوگی۔" آفتاب جلدی جلدی بولا۔
"تو یہ تم نے جب بولو گے چھپر پھاڑ کر بولو گے۔" اشفاق نے اسے گھورا۔
"اس کی وجہ ہے۔" آفتاب مسکرایا۔
"اور وہ کیا؟"
"اللہ جب دیتا ہے تو چھپر پھاڑ کر دیتا ہے یا نہیں۔" اس نے پٹ سے کہا۔
"حد ہوگئی، کہاں کی بات کہاں جوڑ دی۔" شوکی جل گیا۔
"آپ نے سنا نہیں، کہیں کی اینٹ، کہیں کا روڑا، بھان متی نے کنبہ جوڑا۔" آفتاب فوراً بولا۔
"اب تم نے کون سا تیر مارا ہے، ہم دس ہزار روپے وصول کر چکے ہیں، اب یا تو انہیں واپس کریں یا پھر کیس پر کام تو کریں گے.... آؤ چلیں، دیکھا جائے گا، یہ بھی تو ہوسکتا ہے یہ خالی پیلی دھمکی ہو۔" شوکی جلدی جلدی بولا۔
"ہاں بالکل.... لیکن مجھے اس ڈرائیور کا چہرہ بار بار یاد آ رہا ہے۔"
"وہ ڈرائیور لیاقت گوڑیا کا ہے.... اور وہ ابھی ابھی یہاں سے گیا ہے، ابھی تو وہ کوٹھی تک پہنچا بھی نہیں ہوگا.... لہٰذا یہ فون وہ تو کر نہیں سکتا تھا۔"
"میں نے ڈرنے کی بات کی ہے، فون کی نہیں۔" اشفاق نے منہ بنایا۔
"آؤ.... دیکھا جائے گا۔"
وہ دفتر سے باہر نکلے، دروازے پر تالا لگایا، ہاتھ کی لکھی ہوئی تختی لٹکائی.... اور سڑک کی طرف مڑے۔ تختی پر لکھا تھا: کیس کے سلسلے میں جا رہے ہیں، کوئی پتا نہیں کب لوٹیں گے لہٰذا انتظار کی زحمت نہ کریں۔ فون نمبر نوٹ کر لیں.... فون پر رابطہ کر لیجیے گا۔ نیچے فون نمبر درج تھا۔ سڑک کے کنارے کچھ فاصلے پر ایک ٹیکسی کھڑی نظر آئی۔ شوکی نے اسے اشارہ دیا، وہ تیر کی طرح نزدیک آ گئی۔
"ہاں جناب"
"شام روڈ.... کوٹھی نمبر 119" شوکی بولا۔
"بیٹھیں.... کرایہ دو سو روپے ہوگا۔"
"اگرچہ زیادہ ہے.... لیکن ہمارے پاس وقت کم ہے.... وقت ہوتا تو ضرور اس بارے میں تم سے بات کرتے، کوئی اور ٹیکسی پکڑتے۔"
"وہ بھی دو سو روپے لیتا۔"
"اس بحث میں پڑنے کا کوئی فائدہ نہیں.... آپ چلیں۔"
ٹیکسی چل پڑی.... وہ لیاقت گوڑیا کے خیال میں گم ہو گئے۔ اخبارات میں آٹھ دنوں سے مسلسل خبریں شائع ہو رہی تھیں۔ دس دن پہلے بچے کو ایک پارک سے اغوا کیا گیا تھا۔ اسے ملازم کے ساتھ پارک میں بھیجا گیا تھا۔ ملازم پارک میں بے ہوش ملا تھا اور بچہ غائب۔ پولیس کو ملازم پر بھی شک تھا، لیکن لیاقت گوڑیا نے اس پر پورا اعتماد ظاہر کیا تھا اور بیان دیا تھا کہ ملازم پر قطعاً کوئی شک نہیں کیا جاسکتا۔ وہ ان کا بہت پرانا اور جدی پشتی ملازم ہے۔ اس لیے پولیس اس پر سختی نہیں کر سکتی تھی۔ البتہ اپنے اطمینان کے لیے انہوں نے ملازم سے سوالات ضرور کیے تھے۔ پولیس نے اس دوران مختلف جگہوں پر چھاپے مارے تھے۔ یہ ایسی جگہیں تھیں جہاں جرائم پیشہ لوگ اٹھتے بیٹھتے تھے۔ دس دن گزرنے پر بھی پولیس لیاقت گوڑیا کے بیٹے کو تلاش نہیں کر سکی تھی۔
ایسے میں شوکی کی نظر گھڑی پر پڑی.... خیالات میں گم ہو جانے کی وجہ سے انہیں وقت گزرنے کا پتا تک نہیں چلا تھا۔ اب جو شوکی نے سر اٹھا کر باہر دیکھا تو راستہ اس کی سمجھ میں نہ آیا۔
"یہ آپ ہمیں کس طرف لے جا رہے ہیں؟"
"اصل راستہ خراب تھا، اس لیے اس طرف سے آنا پڑا ہے۔" ڈرائیور پرسکون آواز میں بولا۔
"لیکن یہ سڑک ہے کون سی؟"
"جی.... قاسم روڈ۔"
"قاسم روڈ.... بھلا قاسم روڈ سے ہم شام روڈ کس طرح پہنچ سکتے ہیں؟" شوکی نے چونک کر کہا۔
"یہ میرا کام ہے.... آپ کا نہیں.... آپ کو شام روڈ پہنچنا ہے.... بس میں پہنچا دوں گا۔"
"اچھی بات ہے.... لیکن اگر ہم شام روڈ کی بجائے کہیں اور پہنچ گئے تو پہنچنے کی ذمے داری آپ پر ہوگی، ہم بہت ضروری کام سے جا رہے ہیں اور وقت پہلے ہی کم ہے۔"
"آپ فکر نہ کریں، چند منٹ بعد راستہ آپ کی سمجھ میں آ جائے گا۔"
"اللہ کرے ایسا ہی ہو۔" شوکی نے پریشان ہو کر کہا۔
اور پھر ٹیکسی ایک پتلی سڑک پر مڑ گئی۔
"یہ ہے وہ سڑک جو ہمیں شام روڈ پر لے جائے گی، گویا ہم وہ حصہ کراس کر چکے ہوں گے جو خراب ہے۔"
"اچھی بات ہے۔" آفتاب نے منہ بنایا۔
ٹیکسی چلتی رہی، سڑک بالکل سنسان تھی۔ دائیں بائیں درخت ہی درخت تھے۔ ایک جگہ اس نے ٹیکسی سڑک سے نیچے اتار دی اور درختوں کے درمیان لے آیا۔
"کیا یہ شام روڈ ہے۔" اشفاق نے حیران ہو کر کہا۔
"نہیں یہ دات روڈ ہے۔" ڈرائیور نے کہا۔
ساتھ ہی انہوں نے چاقو کھلنے کی خوفناک آواز سنی۔
"اس آواز کو پہچانتے ہو؟"
"جی.... جی ہاں اس آواز کا اور ہمارا تو چولی دامن کا ساتھ ہے۔" اشفاق کانپ کر بولا۔
"اب ایک اور آواز سنو۔"
اس کے ساتھ ہی ایک ہوائی فائر ہوا۔ گویا اس کے ایک ہاتھ میں پستول اور دوسرے میں چاقو تھا۔
"اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟"
"اس آواز کا تو ہم سے پیدائشی رشتہ ہے، لیکن آپ چاہتے کیا ہیں؟"
"میں نے فون کیا تھا.... اگر تم لوگوں نے اس کیس پر کام کیا تو ٹانگیں توڑ دوں گا۔"
"ہائیں.... وہ آپ تھے، پہلے کیوں نہ بتایا۔" آفتاب نے حیران ہو کر کہا۔
"پہلے بتا دیتا تو کیا کرتے تم؟"
"آپ کی ٹیکسی میں تو ہرگز نہ بیٹھتے۔"
"اچھا اب بچے اترو اور شرافت سے مرمت کرا لو۔"
"تو آپ کا نام شرافت ہے.... لیکن یہ چیز آپ میں نظر تو آتی نہیں۔"
"کون سی چیز؟" اس نے بھنا کر کہا۔
"شرافت...."
"میرا نام شرافت نہیں ہے۔" وہ چلایا۔
"اوہ اب تو ٹھیک ہے۔"
"تم نیچے اترتے ہو یا نہیں؟" وہ غرایا۔
چاروں لرزتے کانپتے نیچے اتر آئے۔
"جاسوسی کے بجائے تم گھاس پھونس کرتے تو اچھا تھا.... کانپ تو اس طرح رہے ہو جیسے ملیریا ہو گیا ہو۔"
"آپ کون سا ملیریا سے کم ہیں۔" آفتاب نے برا سا منہ بنایا۔
"سنو.... بھاگنے کی کوشش کی تو پستول کی گولی خبر لے گی، نہ بھاگے تو صرف میرے مکے ہضم کرنا ہوں گے۔ اگرچہ یہ کام بھی تم لوگوں کے لیے دنیا کا مشکل ترین کام ہوگا۔"
"تو آپ ہم سے دنیا کا آسان ترین کام کیوں نہیں لے لیتے۔" آفتاب بول اٹھا۔
"اور وہ کیا؟"
"دو چار پیار بھرے ہلکے پھلکے چپت ہمیں رسید کر دیجیے اور بس۔"
"بھول رہے ہو، بات ٹانگیں توڑنے کی ہوئی تھی۔"
ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ اور پیر بجلی کی طرح چلنے لگے.... اس کے ہاتھ میں پستول نہ ہوتا تو وہ ضرور دائیں بائیں ہو کر درختوں کی اوٹ لینے کی کوشش کرتے، لیکن پستول کی موجودگی میں وہ ایسا نہ کر سکے۔ نتیجہ یہ کہ صرف چند منٹ بعد وہ ادھ موئے ہو کر لیٹے نظر آئے۔
"یہ ایک ہلکا سا سبق ہے.... ٹیکسی کے نمبروں کے چکر میں نہ پڑنا، نمبر پلیٹ جعلی ہے.... نہ میرے حلیے کے آدمی کی تلاش میں وقت ضائع کرنا، میں نے میک اپ کر رکھا ہے۔ اصل چہرہ تم دیکھ ہی نہیں سکے۔"
"آپ کا نام...." شوکی نے مشکل سے کہا۔
"میرا نام.... بس تم شرافت سمجھ لو.... یہ میری شرافت ہی ہے کہ تمہیں زندہ چھوڑ کر جا رہا ہوں۔"
یہ کہہ کر وہ ٹیکسی میں بیٹھ گیا، الوداع کے انداز میں ہاتھ ہلایا اور سڑک کی طرف مڑ گیا.... جلد ہی ٹیکسی نظروں سے اوجھل ہوگئی۔
چاروں مشکل سے اٹھے، گرتے پڑتے سڑک پر پہنچے.... کچھ دیر بعد شہر کی مخالف سمت سے ایک کار آتی نظر آئی۔ انہوں نے ہاتھ اٹھا دیے۔ کار ان کے نزدیک رک گئی۔ کار والے نے ان پر ایک نظر ڈالی پھر گھبرا کر بولا:
"ڈاکوؤں نے مارا پیٹا ہے کیا؟"
"آپ نے کیسے جانا؟" آفتاب نے حیران ہو کر کہا۔
"پچھلے دنوں میں بھی ان کے ہتھے چڑھ گیا تھا، بس کچھ ایسا ہی حلیہ بن گیا تھا، جانا کہاں ہے؟"
"شام روڈ، ویسے اگر آپ کسی اور سمت جا رہے ہیں تب بھی آپ ہمیں شہری حد تک تو پہنچا ہی سکتے ہیں۔"
"اس حلیے میں آپ کہاں کہاں اترتے پھریں گے، شام روڈ ہی پہنچا دیتا ہوں۔"
"بھئی واہ نیک ہوں تو آپ جیسے، اسے کہتے ہیں نیکی کا بھلا لوٹا...." شوکی نے خوش ہو کر کہا۔
پھر وہ چاروں کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ ایسے میں آفتاب بول اٹھا:
"ہم اپنے محسن کا نام پوچھ سکتے ہیں؟"
"ضرور کیوں نہیں، میرا نام برکت اللہ ہے۔"
"آپ کیا کام کرتے ہیں؟"
"برکت انڈسٹریز کا نام تو سنا ہوگا، سٹین لیس سٹیل کے برتن بناتی ہے یہ فرم۔" اس نے کہا۔
"اوہ! تو وہ انڈسٹری آپ کی ہے؟"
"جی ہاں بالکل۔"
"یہ جان کر خوشی ہوئی۔" شوکی نے فوراً کہا۔
پھر کار میں خاموشی چھا گئی۔ آخر اس نے انہیں شام روڈ کی کوٹھی نمبر 119 کے سامنے اتار دیا۔ اس وقت شوکی نے کہا:
"یہ گھر ہمارا نہیں، ورنہ ہم آپ کو ضرور اندر لے جاتے، ہمارے والدین بھی آپ کا شکریہ ادا کرتے اور ہم آپ کو چائے پلاتے۔"
"کوئی بات نہیں.... شکریہ۔" یہ کہہ کر اس نے کار آگے بڑھا دی۔ اب آفتاب نے دروازے کی گھنٹی بجائی۔ اندر سے فوراً ایک ملازم باہر آیا۔
"شوکی برادرز۔" شوکی بولا۔
"اوہ.... شوکی برادرز.... ایسے...." اس کے منہ سے نکلا۔
"بس جیسے بھی ہیں آ گئے ہیں۔"
"صاحب آپ کا انتظار کر رہے ہیں، آیئے۔"
وہ انہیں ایک عالی شان کمرے میں لے آیا، وہاں مسہری پر لیاقت گوڑیا لیٹا تھا۔ انہیں دیکھ کر چونک کر اٹھا اور چلا پڑا:
"ارے! یہ کن لوگوں کو اندر لے آئے؟ میں نے شوکی برادرز کے لیے کہا تھا۔"
"ان لوگوں نے اپنا یہی نام بتایا ہے۔"
"اور ہم ہیں بھی شوکی برادرز ہی۔" آفتاب نے منہ بنایا۔
"یہ.... یہ آپ لوگوں کے چہروں اور جسموں کو کیا ہوا؟ آپ تو بالکل لال پیلے اور نیلے ہو رہے ہیں۔"
عین اس لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ لیاقت گوڑیا زور سے اچھلا اور بولا:
"یہ.... یہ ضرور اس کا فون ہے، جس نے میرے بیٹے کو اغوا کیا ہے۔" یہ کہتے ہی اس نے ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف کی بات سننے لگا۔ اچانک وہ زور سے چیخا:
"کیا.... نہیں.... نہیں...."
وہ چند سیکنڈ تک کچھ بات سنتا رہا۔ آخر اس نے ریسیور رکھ دیا اور لرزتی آواز میں بولا:
"یہ.... یہ کیا.... میں.... میں اس کا مطالبہ کیسے پورا کر سکتا ہوں بھلا۔"
"کیا مطلب.... کیا اس نے کسی بہت بڑی رقم کا مطالبہ کیا ہے؟" شوکی بے چین ہو کر بولا۔
"نہیں.... اس کا مطالبہ رقم کا نہیں ہے۔"
ساتھ ہی وہ دھڑام سے گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

اغوا کا جال

3

اشتیاق احمد

شوکی فوراً ان پر جھکا' نبض دیکھی' چل رہی تھی۔ اللہ کا شکر ہے زندہ ہیں۔ ارے بھائی کوئی ہے؟ یہ بے ہوش ہو گئے ہیں" اس نے ہانک لگائی۔

"ملازم پتا نہیں کہاں ہوگا۔ آپ کی ہانک کی لمبائی اتنی ہے یا نہیں' یہ مسہری پر سرہانے کی طرف ایک بٹن لگا ہے' اسے دباتے ہیں" آفتاب نے جلدی جلدی کہا اور پھر آگے بڑھ کر بٹن دبا دیا۔

ساتھ ہی لیاقت بگوڑیا نے آنکھیں کھول دیں۔

"ہائیں! تو کیا یہ بٹن بے ہوشی دور کرنے والا ہے" آفتاب چونکا۔

"کک.... کون سا بٹن؟" لیاقت بگوڑیا نے چونک کر کہا۔

"جی فرمایئے" دروازے پر ملازم کی آواز سنائی دی۔

"یہ.... یہ بے ہوش ہو گئے تھے اس لیے گھنٹی کا بٹن دبانا پڑا۔ ادھر ہم نے بٹن دبایا' ادھر یہ ہوش میں آ گئے" شوکی نے وضاحت کی۔

"صاحب! بے ہوش ہو گئے تھے.... کمال ہے" ملازم کے منہ سے نکلا۔

"تم جاؤ.... اور بیگم کو دروازے پر بھیج دو...."

"جی اچھا...."

ملازم کے جانے کے بعد لیاقت بگوڑیا انہیں پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتا رہا' آخر اس نے کہا۔

"نہیں.... وہ نہیں مانیں گے' یا انہوں نے بالکل غلط قدم اٹھایا ہے"

"آپ کس کی بات کر رہے ہیں.... اور وہ کیا نہیں مانیں گے.... ہم شوکی برادرز آپ کے پاس موجود ہیں" شوکی نے پریشان ہو کر کہا۔

"آپ کا کیا مطلب ہے.... آپ انہیں منا لیں گے.... ہرگز نہیں"

ایسے میں دستک کی آواز سنائی دی' پھر ایک خاتون کی آواز ابھری۔

"میں اس طرف موجود ہوں"

"غضب ہو گیا بیگم.... غضب" وہ بولے۔

"اللہ اپنا رحم فرمائے.... ہمارے بیٹے کے اغوا سے بڑی اب کیا بات ہو گئی" خاتون کی آواز سے غم جھانک رہا تھا۔

"آپ کے بھائی.... یعنی فیاض اکرم چاہیں تو ہمارا بیٹا ہمیں مل سکتا ہے' لیکن وہ چاہیں گے نہیں...."

"کیا کہہ رہے ہیں آپ.... وہ تو خود شہزاد کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔ دن رات ایک کر رکھا ہے' انہوں نے کھانا پینا تک بھول گئے ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں' وہ نہیں چاہیں گے' یہ کیسے ممکن ہے"

"میں نے ٹھیک کہا ہے' وہ نہیں چاہیں گے.... جایئے فون پر ان سے رابطہ کیجئے' انہیں بتایئے' اغوا کرنے والے ہمارے بیٹے کے بدلے میں ایک قیدی مانگتے ہیں"

"قق.... قیدی...." خاتون کی آواز کانپ گئی۔

"ہاں! اس قیدی کا نام برکت مسیح ہے' جیل میں اس کا نمبر 309 ہے' کہیے اپنے بھائی سے.... وہ اسے چھوڑ دیں' اغوا کرنے والے ہمارے بیٹے کو چھوڑ دیں گے"

"نن.... نہیں.... نہیں...." خاتون چلا اٹھیں۔

اور پھر ان کے گرنے کی آواز سنائی دی' لیاقت بگوڑیا باہر کی طرف لپکے' وہ چاروں بوکھلا کر کھڑے ہو گئے۔ شاید اس بار ان کی بیگم بے ہوش ہو گئی تھیں۔

"بے ہوش ہو گئی ہیں! آپ ساتھ والے کمرے میں چلے جائیں' میں انہیں اس کمرے میں لٹا کر آپ کے پاس آتا ہوں"

"ان کے بھائی کون ہیں' کیا ہیں؟"

"وہ.... وہ جیل کے سپرنٹنڈنٹ ہیں"

"اوہ.... اوہ...." ان کے منہ سے نکلا۔

پھر وہ دوسرے کمرے میں آ گئے' جلد ہی لیاقت بگوڑیا ان کے پاس آ گئے۔ ان کا چہرہ دھواں ہو رہا تھا۔ ایک رنگ آ رہا تھا تو دوسرا جا رہا ہے۔

"وہ اصولوں کے بہت سخت ہیں' دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے' کسی قیدی کو اس طرح نہیں چھوڑ سکتے"

"لیکن اس کا قانونی طریقہ ہو سکتا ہے" شوکی بولا۔

"قانونی طریقہ! کیا مطلب" لیاقت بگوڑیا نے چونک کر کہا۔

"ہاں: جیل خانہ جات کے وزیر کے علم میں یہ سارا معاملہ لایا جائے۔ ان سے درخواست کی جائے کہ اس قیدی کی رہائی کا حکم دے دیا جائے تاکہ آپ کے بچے کی جان بچائی جا سکے' جب وہ فیاض اکرم صاحب کو حکم دیں گے' تب وہ حکم کی تعمیل کرنے پر مجبور ہو جائیں گے"

"اوہ ہاں! یہ ممکن ہے...."

"سب سے پہلے تو آپ فیاض صاحب سے بات کریں' بلکہ بہتر ہوگا کہ انہیں یہیں بلا لیں"

"اوہ اچھا.... میں فون کرتا ہوں"

انہوں نے فیاض اکرم صاحب کے نمبر ملائے' جونہی سلسلہ ملا' وہ بولے۔

"بھائی صاحب! لیاقت بات کر رہا ہوں' پورے دس دن بعد اغوا کرنے والوں کا فون ملا ہے.... آپ فوراً یہاں آ جائیں"

دوسری طرف کا جواب سن کر انہوں نے فون بند کر دیا اور ان سے بولے۔

"وہ آ رہے ہیں' فاصلہ زیادہ نہیں' چند منٹ میں آ جائیں گے"

اور پھر سفید داڑھی والے ادھیڑ عمر کے ایک شخص کمرے میں داخل ہوئے۔ ان کے چہرے پر بے چینی ہی بے چینی تھی' آتے ہی بولے۔

"انہوں نے کیا کہا ہے"

"وہ نزاکت کے بدلے ایک قیدی مانگتے ہیں"

"کیا!!" فیاض اکرم بری طرح چلائے۔ ان کے چہرے کا رنگ اڑ گیا' چند لمحے بعد وہ پھر بولے۔

"نہیں.... نہیں.... یہ نہیں ہو سکتا' یہ کیسے ہو سکتا ہے"

"یہ ہو سکتا ہے جناب...." شوکی کی آواز ابھری۔

انہوں نے چونک کر ان کی طرف دیکھا' ابھی تک انہوں نے شوکی برادرز کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔

"آپ.... آپ کون ہیں.... بھائی صاحب.... ان کی تعریف؟"

"یہ شوکی برادرز ہیں' ایک دوست نے مشورہ دیا تھا' اس سلسلے میں ان کی خدمات حاصل کی جائیں"

"اوہ اچھا! یہ وہ شوکی برادرز ہیں' خیر یہ آپ نے اچھا کیا' ان کی شہرت اچھی ہے...." وہ بولے۔

"شکریہ جناب" وہ ایک ساتھ بولے۔

"آپ کیا کہہ رہے تھے.... کیا ہو سکتا ہے"

"آپ اپنے بھانجے کے بدلے میں ایک قیدی کو چھوڑ سکتے ہیں"

"ناممکن.... نہیں ہو سکتا"

"دیکھیے! معصوم بچے کی زندگی کا سوال ہے' ہم جیل خانہ جات کے وزیر کے سامنے یہ معاملہ رکھتے ہیں اگر وہ حکم دے دیتے ہیں تو اس صورت میں آپ کو کیا اعتراض رہ جائے گا"

"وہ بھی ایسا نہیں کر سکتے.... ملک کا قانون یہ کہتا ہے کہ جرم کرنے والوں کو پکڑا جائے' یہ نہیں کہ ان کے مطالبے کے آگے ہتھیار ڈال دیے جائیں"

"لیکن ان سے اور پھر ملک کے صدر سے بات کرنے میں کیا حرج ہے"

"اچھی بات ہے' ہم پہلے وزیر صاحب سے بات کرتے ہیں' اگر وہ نہ مانے تو پھر صدر صاحب سے بات کریں گے' وہ بدلے میں کون سا قیدی چاہتے ہیں.... کیا انہوں نے یہ بات بتائی ہے"

"ہاں کیوں نہیں' ان کا کہنا ہے' ہم اس بچے کے بدلے میں برکت مسیح قیدی نمبر 309 چاہتے ہیں"

"کیا!!"

فیاض اکرم پوری قوت سے چلائے' ان کی آنکھیں مارے خوف اور دہشت کے پھیل گئیں' منہ کھلا کا کھلا رہ گیا.... پھر ان کی کانپتی آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی۔

"اف مالک! یہ.... یہ میں نے کیا سنا ہے.... نہیں.... نہیں.... یہ نہیں ہو سکتا.... برکت مسیح کو رہا نہیں کیا جا سکتا' آپ نہیں جانتے.... اس نے کیا جرم کیا ہے۔ نہ وزیر جیل خانہ جات اس کی رہائی کا حکم دے سکتے ہیں' نہ صدر.... ورنہ...."

"ورنہ کیا" وہ بے چینی کے عالم میں بولے۔

"ورنہ پورے ملک میں آگ لگ جائے گی"

"کیا!!" آفتاب کے منہ سے مارے خوف کے نکلا۔

"پولیس چند منٹ میں یہاں پہنچ جائے گی عظیم! اور تم ابھی تک غسل خانے میں ہو.... میں کہتا ہوں فوراً نکل آؤ.... ورنہ ہم سب مارے جائیں گے...."

کاشف نے بے تابانہ انداز میں چیخ کر کہا اور ساتھ ہی

4

اغوا کا جال

اشتیاق احمد

ان سب کی نظریں فیاض اکرم کے چہرے پر جم کر رہ گئیں وہاں خوف کے سوا نہیں اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا ایسے میں شوکی کی آواز ابھری۔

"آخر برکت مسیح نے ایسا کون سا جرم کیا ہے کہ کوئی بھی اسے جیل سے رہا کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا"

"برکت مسیح در اصل اس کا اصلی نام ہے لیکن اخبارات میں جس نام سے اس کا ذکر آیا ہے وہ قادر گراؤن...."

"کیا!!" شوکی چلا اٹھے۔ باقی لوگ بھی دھک سے رہ گئے۔

"آپ.... آپ کا مطلب ہے وہ قادر گراؤن جس نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے" آفتاب پکار اٹھا۔

"ہاں! آپ درست سمجھے۔ اس نے نو ماہ پہلے عیسائیوں کے ایک عام جلسے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سخت قابل اعتراض الفاظ کہے وہ الفاظ ریکارڈ کر لیے گئے اور ان کی بنا پر اس کے خلاف مقدمہ درج کرایا گیا۔ پولیس جب قادر گراؤن کو پکڑنے کے لیے گئی تو اس کی ضمانت قبل از وقت کرائی جا چکی تھی۔ اس پر ملک میں شور ہوا ہنگامے ہوئے آخر حکومت کو اس کی ضمانت کینسل کرنا پڑی۔ پھر فوری طور پر مقدمہ شروع ہو گیا۔ امریکہ اور برطانیہ وغیرہ کی طرف سے حکومت پر دباؤ ڈالا گیا کہ قادر گراؤن کو بری کر دیا جائے اس پر سے مقدمہ ختم کر دیا جائے۔ ادھر عوام بپھرے ہوئے تھے وہ مطالبہ کر رہے تھے کہ قادر گراؤن کو پھانسی سے کم سزا نہ دی جائے۔ پورے ملک میں جلسے جلوس اور توڑ پھوڑ کا عمل شروع ہو گیا۔ اخبارات میں قادر گراؤن کی خبریں نظر آتی رہیں حکومت نے تمام حالات کا جائزہ لیا امریکہ کے صدر اور برطانیہ کے وزیر اعظم سے بات کی ان سے کہا گیا ان حالات میں اگر قادر گراؤن کو عدالت نے پھانسی کی سزا نہ دی تو پورے ملک میں آگ لگ جائے گی.... لہٰذا سزا سنانے دیں... پھر دیکھیں گے کہ اس سلسلے میں کیا کیا جا سکتا ہے۔ اور اس طرح قادر گراؤن کو پھانسی کی سزا سنا دی گئی... ابھی اس سزا پر عمل ہونا باقی ہے.... لیکن ان لوگوں کی طرف سے اب پھر ایک نئے رخ سے کوشش شروع کی گئی ہے۔ ان کا خیال غالباً یہ تھا کہ میں اپنے بھانجے کی خاطر کسی نہ کسی طرح اسے جیل سے نکال دوں گا.... لیکن وہ نہیں جانتے ایسا تو میں کسی عام قیدی کے سلسلے میں نہیں کر سکتا.... یہ قیدی تو نبی کا گستاخ قیدی ہے اسے کیسے رہا کیا جا سکتا ہے؟" یہاں تک کہہ کر فیاض اکرم خاموش ہو گئے۔

"ان حالات میں تو ہم آپ کو کہیں گے بھی نہیں.... کیوں لیاقت صاحب؟" شوکی نے فوراً کہا۔

"ہاں بالکل...." لیاقت نے فوراً کہا۔

"سوال یہ ہے.... اغوا والا کیس تو آپ کے اپنے گھر کا ہے پھر آخر آپ لوگ اغوا کرنے والوں کا سراغ کیوں نہیں لگا سکتے؟"

"ہم سر توڑ کوشش کر چکے ہیں پورے شہر کی پولیس نے اپنی سی کوشش کر دیکھی ہے لیکن کوئی کامیابی نہیں ہوئی... شہر کی تمام بدنام جگہوں پر چھاپے مارے ہیں۔ اغوا کی وارداتوں کے نامی گرامی غنڈوں کو گرفتار کر کے ان پر ڈنڈا برسا کر دیکھ چکے ہیں لیکن نزاکت کا کوئی سراغ نہیں لگ سکا"

"اب.... اب کیا ہو گا" لیاقت گھوڑیا نے دہشت کے عالم میں کہا۔

"وہی ہو گا جو اللہ کو منظور ہو گا.... اب ضرورت ہے اس بات کی کہ آپ لوگ اغوا کرنے والوں کو باتوں میں لگا کر مہلت حاصل کریں" شوکی کی آواز ابھری۔

"کیا کہا.... مہلت حاصل کریں"

"ہاں! اب جونہی ان کا فون آئے آپ ان سے کہہ دیں.... برکت مسیح کی رہائی کے لیے کوشش ہو رہی ہے بہت جلد آپ کو اس بارے میں بتایا جائے گا.... بس آپ ذرا صبر سے کام لیں اور بچے کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں"

"یہ.... یہ تو میں ان سے کہہ دوں گا لیکن اگر انہوں نے مہلت نہ دی تو...." لیاقت گھوڑیا نے فوراً کہا۔

"وہ مہلت دیں گے انہیں ایسا کرنا ہو گا.... آپ فکر نہ کریں.... بس ہمارے لیے دعا کریں کہ ہم جلد از جلد ان کا سراغ لگا لیں"

"لیکن ایک بات کا آپ لوگ بھی خیال رکھیں.... یہ کہ جونہی آپ سراغ لگانے میں کامیاب ہوں ہمیں اطلاع دے دیں خود وہاں نہ جائیں ورنہ کام خراب ہو جائے گا اور شاید ہم نزاکت کو کبھی بھی حاصل نہ کر سکیں گے" فیاض اکرام بولے۔

"نن نہیں نہیں.... بھائی صاحب ایسا نہ کہیں" لیاقت گھوڑیا چیخ پڑے۔

"اچھی بات ہے.... سراغ لگاتے ہی ہم آپ کو اطلاع دے دیں گے.... پھر آپ جانیں آپ کا کام...." شوکی نے کہتے ہوئے مسکرانا چاہا۔

عین اسی لمحے فون کی گھنٹی بجی۔

"ایک منٹ جناب! ہم اس کی آواز سننا چاہتے ہیں ہو سکتا ہے فون اسی کا ہو لہٰذا آپ ریسیور اٹھائیں بٹن دبا دیں تاکہ ہم سب آواز سن سکیں"

"اچھی بات ہے" یہ کہہ کر انہوں نے بٹن دبا دیا فوراً ہی آواز سنائی دی۔

"ہیلو! لیاقت گھوڑیا صاحب.... کہیے.... کیا فیصلہ ہوا"

"اس سلسلے میں بات ہو رہی ہے.... بہت جلد ہم حکومت کی رضامندی حاصل کر لیں گے اور اس طرح برکت مسیح کو رہا کرایا جا سکے گا"

"کیا واقعی" دوسری طرف سے حیرت زدہ انداز میں کہا گیا۔

"ہاں واقعی.... آپ بھی ذرا صبر سے کام لیں اور بچے کو نقصان نہ پہنچائیں"

"بچہ بالکل خیریت سے ہے لیکن ہم آپ کو مہلت نہیں دے سکتے...."

"آپ خود سوچیں.... اس سلسلے میں کتنے لوگوں کو آپس میں بات چیت کرنا پڑے گی.... معاملہ صدر تک جائے گا.... اسی لیے نام برکت مسیح استعمال کیا جا رہا ہے اور جیل میں اس کا یہی نام رکھا گیا ہے.... اگر عوام کو معلوم ہو گیا کہ ایک بار پھر قادر گراؤن کی رہائی کی بات چیت ہو رہی ہے.... تو طوفان اٹھ کھڑا ہو گا.... لہٰذا آپ بھی احتیاط کریں.... صرف برکت مسیح کے نام سے بات کریں...."

"یہ احتیاط تو ہم پہلے سے کر رہے ہیں آپ وقت طے کریں ادھر ادھر کی نہ ہانکیں" دوسری طرف سے ناخوشگوار لہجے میں کہا گیا۔

"آپ ہمیں کم از کم...." کہتے ہوئے انہوں نے شوکی کی طرف دیکھا شوکی نے فوراً پانچ انگلیاں اٹھا دیں لہٰذا وہ بولے۔

"پانچ دن کی مہلت دیں"

"ہرگز نہیں.... پانچ گھنٹے کی مہلت کی بات کریں.... زیادہ سے زیادہ آپ کو ایک دن کی مہلت دی جاتی ہے.... کل ٹھیک اس وقت یعنی چار بج کر ایک منٹ پر اگر برکت مسیح جیل سے نکل آیا تب تو ٹھیک.... ورنہ آپ اپنے بچے کی لاش ہی دیکھیں گے"

"نن.... نہیں.... نہیں.... ایسا نہ کہیں اور.... مہلت بہت کم ہے ہمیں بہت سے لوگوں کو ایک دوسرے سے مذاکرات کرنا ہوں گے.... تب جا کر طے ہو گا.... کہ برکت مسیح کو رہا کیا جائے یا نہ کیا جائے.... کیونکہ اگر کسی طرح قادر گراؤن کا نام باہر آ گیا تو مصیبت کھڑی ہو جائے گی.... لہٰذا آپ کچھ تو خیال کریں"

"صرف اور صرف چوبیس گھنٹے کی مہلت جس میں سے [illegible] گزر چکے ہیں"

ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا ساتھ ہی شوکی برادران اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"اب ہمارے پاس وقت بہت کم ہے.... لہٰذا ہم رک نہیں سکتے"

ان الفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔

"ارے ارے بھئی.... کہاں بھاگے جا رہے ہیں.... ضرورت ہو تو میں کار اور ڈرائیور ساتھ کر دوں...."

وہ ایک جھٹکے سے رکے۔ ان کے چہروں پر مسکراہٹیں پھیل گئیں۔ چاروں ایک ساتھ بولے۔

"نیکی اور پوچھ پوچھ...."

"ہاں گے.... ان کے ساتھ جاؤ.... چوبیس گھنٹے تک تم ان کے ہر حکم کی تعمیل کرو گے" انہوں نے بلند آواز میں کہا۔

"او کے سر...." باہر کہیں سے آواز آئی۔

"جائیے اور دروازے پر کار تیار ہے" وہ بولے۔

انہوں نے پھر دوڑ لگا دی۔ باہر کار واقعی تیار تھی لیکن ڈرائیور کے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ چونک اٹھے گھبرا گئے یہ وہی ڈرائیور تھا جس کے بارے میں اخلاق کو خیال تھا اغوا میں اس کا بھی ہاتھ ہو سکتا ہے۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں اس کے ساتھ جائیں یا نہ جائیں۔ ایسے میں [illegible] کی آواز سنائی دی۔

"بیٹھیے جناب! کیا سوچنے لگے"

ان الفاظ کے ساتھ ہی پچھلا دروازہ کھل گیا۔

"جس پارک سے نزاکت صاحب کو اغوا کیا گیا ہے.... ہمیں وہاں لے چلیں اس روز آپ ہی بچے کے ساتھ تھے؟"

"جی ہاں اس لیے کہ گھوڑیا صاحب کے ہاں ایک ہی ڈرائیور ہے"

"اوہ اچھا...."

کار برق رفتاری سے آگے بڑھی۔ پارک میں وہ تیر کی طرح اس جگہ پہنچے جہاں سے نزاکت کو اغوا کیا گیا تھا۔

"کیا پولیس نے اس جگہ کا جائزہ لیا تھا"

"بالکل نہیں.... پولیس تو یہاں آئی تک نہیں"

"اوہ...." ان کے منہ سے نکلا.... ساتھ ہی آفتاب تیزی سے جھکا پھر اس کے منہ سے نکلا:

"ارے یہ کیا؟"

شوکی نے اس وقت عجیب سی بے چینی محسوس کی۔

قہقہے نہیں مسکراہٹ

☆ ایک شخص خیالات میں گم چلا جا رہا تھا ایسے میں ایک گدھے نے اسے دولتی رسید کر دی اس نے گدھے کو دونوں لاتیں رسید کیں اور بولا:

"کیا میں تجھ سے کم ہوں؟" (خلیق جبران، ملتان)

☆ بھکاری: اللہ کے نام پر پلاؤ کھلا دو۔

ایک شخص: تم روزانہ تو روٹی مانگتے ہو آج پلاؤ کیوں؟

بھکاری: آج میری سالگرہ ہے۔

(محمد [illegible])

☆ جیلر: اپنی آخری خواہش بتاؤ۔

پھانسی پانے والا: میں آم کھانا چاہتا ہوں

جیلر: ابھی آم کا موسم نہیں۔

☆ بچہ: ابا جان! آپ مجھے سکول کیوں بھیجتے ہیں

باپ: انسان بنانے کے لیے۔

آپ ضرور ڈاک کے طوفان میں غرق ہوں گے مگر ایک بات سنتے جائیں۔ آپ کے ایک شمارے میں گزری اور ہم نے پڑھا اس میں بچوں کی جاسوسی کا رول کو اجاگر کرنے کے لیے والدین کو نیچا دکھایا گیا ہے۔ انداز گفتگو حد درجے نازیبا ہے۔ گویا والدین بے وقوف اور بچے سراغ رساں۔ آخر میں والد صاحب [illegible] سے نجات پا گئے۔ ایسی باتوں کی حوصلہ شکنی [illegible] ہے۔

(محمد [illegible])

میں روزنامہ اسلام باقاعدگی سے پڑھتا ہوں۔ جب سے بچوں کا اسلام شروع ہوا ہے اس وقت سے [illegible] بڑھ گیا ہے۔ [illegible]

(عارف عدیل، جامعہ [illegible])

اللہ آپ کو [illegible] رکھے اور آپ بچوں کا اسلام اسی طرح جاری رہے۔ آمین۔ [illegible]

اغوا کا جال

5

اشتیاق احمد

آفتاب سیدھا ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک سگریٹ لائٹر تھا۔ وہ حیرت زدہ انداز میں لائٹر کو دیکھنے لگے۔

''کمال ہے دس دن پہلے سیٹھ صاحب کے بیٹے کو اس جگہ سے اغوا کیا گیا اور یہ لائٹر اب تک کسی کو نظر نہیں آیا'' ڈرائیور کی آواز سنائی دی۔

''یہ ضروری نہیں کہ لائٹر اغوا کرنے والوں کا ہی ہو'' شوکی بولا۔

''ویسے کیا آپ اس لائٹر کو پہچانتے ہیں'' آفتاب نے فوراً پوچھا۔

''نہیں! میں سگریٹ نہیں پیتا''

''یہ بتانے کی کیا ضرورت پیش آ گئی''

''اس صورت میں یہ میرا بھی ہو سکتا ہے' لیکن اگر یہ میرا ہوتا تو آپ کو اس کے ملنے سے کوئی فائدہ نہیں تھا' اس لیے کہ میں یہاں چھوٹے صاحب کے ساتھ موجود تھا... یہ میرا ہوتا تو میں فوراً کہہ دیتا کہ ہاں میرا ہے' آپ کون سا اس طرح مجھ پر شک کر سکتے تھے''

''آپ کی بات معقول ہے' لائٹر اگر اغوا کرنے والوں کا ہے' تب یہ ہمارے لیے کام کی چیز ہو سکتا ہے کیونکہ اس پر سے انگلیوں کے نشانات اٹھائے جا سکیں گے''

''ویسے ہاں کے صاحب اس دن ہوا کیا تھا۔ آپ چھوٹے صاحب کو لے کر یہاں آئے... پھر کیا ہوا تھا بھلا''

''چھوٹے صاحب یہاں کھیل رہے تھے میں اس بنچ پہ بیٹھا تھا... اچانک کسی نے پیچھے سے میرے ناک پر رومال رکھ دیا اس وقت آس پاس کوئی نہیں تھا۔ ویسے بھی اس طرف کوئی نہیں آتا' یہ پارک کا بالکل آخری کونا ہے میں فوراً بے ہوش ہو گیا' ہوش آیا تو چھوٹے صاحب غائب تھے میں نے فوراً موبائل پر بگوڑیا صاحب کو اطلاع دی' انہوں نے پولیس کو اطلاع دی اور شہر میں بھاگ دوڑ شروع ہو گئی' لیکن پولیس نے یہاں آنے کی ضرورت تک محسوس نہیں کی' جب کہ آپ سیدھے یہاں آئے ہیں''

''ہم میں اور پولیس میں یہی فرق ہے' ہم ہاتھوں' [illegible] آلات وغیرہ سے زیادہ عقل سے کام لیتے ہیں'' اشفاق بولا۔

''اب چلیں' ہمیں یہ لائٹر اپنے انکل کاشان کے حوالے کرنا ہے تاکہ وہ اس پر سے انگلیوں کے نشانات اٹھوا سکیں' اس طرح جو نشانات ملیں گے' ان کو مجرموں کے ریکارڈ سے ملایا جائے گا' آیئے چلیں''

وہ فوراً پارک سے باہر آئے' کار میں بیٹھے اور انسپکٹر کاشان کے پولیس اسٹیشن پہنچے۔ انسپکٹر کاشان ان کا [illegible] دوست تھا' وہ ان [illegible] دو کرتے تھے' جواب میں وہ بھی ان کا [illegible] تھے۔ پوری بات سنتے ہی انہوں نے [illegible] کے حوالے کیا' اس نے دوڑ لگا دی۔

''صرف دس منٹ لگیں گے'' انسپکٹر کاشان بولے۔

''خیال ہے' جاننا ہمارے پاس وقت اتنا کم ہے کہ بتا نہیں سکتے''

''وقت تمہارے پاس زیادہ ہوا کب ہے'' انسپکٹر کاشان نے [illegible] مسکرا دیے۔

''ہاں واقعی وقت کے ساتھ ہمارے بہت قریب واقع ہوتے ہیں'' آفتاب نے منہ بنایا۔

پھر دس منٹ بعد وہ ماتحت واپس لوٹا' اس کے چہرے پر حیرت اور جوش کے آثار تھے۔

''جناب اس پر منگو کی انگلیوں کے نشانات ہیں''

''آؤ جلدی کرو'' انسپکٹر کاشان اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

وہ بگوڑیا کی کار میں روانہ ہو گئے۔ آندھی اور طوفان کی طرح کار چلاتے آخر ایک مکان کے سامنے رکے۔

''وہ یہیں رہتا ہے'' انسپکٹر کاشان نے کہا۔

''شکریہ انکل! آپ کے ذریعے سے ہمارا کام آسان ہو گیا''

''کوئی بات نہیں... تمہاری مدد سے میرے کتنے ہی کام آسان ہوتے رہتے ہیں'' وہ مسکرا دیے اور آگے بڑھ کر دستک دی۔ پھر خود ایک طرف ہو گئے' دروازے پر صرف شوکی برادرز رہ گئے' کار پہلے ہی کچھ فاصلے پر کھڑی کی گئی تھی۔ گھنٹی کے جواب میں جب کوئی دروازہ کھولنے نہ آیا تو شوکی نے ایک بار پھر بٹن دبایا' لیکن کوئی نہ آیا۔ اب تو اس نے دروازہ دھڑ دھڑا دیا۔ آخر انسپکٹر کاشان سامنے آ گئے۔ انہوں نے اپنے ماتحتوں سے کہا۔

''دیکھو! اندر داخل ہونے کا کوئی راستہ ہے یا نہیں''

وہ ادھر ادھر دوڑے' پھر پاس آ کر بولے۔

''سیڑھی کے ذریعے چھت پر جا سکتے ہیں''

پڑوس کے ایک مکان سے سیڑھی مل گئی' جلد ہی دروازہ اندر سے کھول دیا گیا اور وہ اندر داخل ہو گئے۔ ایک کمرے کا دروازہ کھلا نظر آیا' ان کے قدم آگے بڑھ گئے۔ پھر وہ بُری طرح اچھلے۔ ان کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔ شوکی برادرز کو تو اپنے رونگٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے۔

اندر فرش پر ایک لاش پڑی تھی۔ اس کے سر میں گولی ماری گئی تھی۔ خون فرش پر پھیل کر خشک ہو چکا تھا۔ لاش اکڑ چکی تھی اور شاید اسے ایک دن پہلے ہلاک کیا گیا تھا۔

''اُف مالک! یہ کیا'' انسپکٹر کاشان کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

''بے چارہ منگو'' شوکی کے منہ سے نکلا۔

''شوکی! تمہارا خیال درست نہیں ہے'' انسپکٹر کاشان کی آواز سنائی دی۔

''کک... کیا مطلب؟'' شوکی نے چونک کر کہا۔

''یہ منگو نہیں' اس کا دوست چانکیہ ہے''

''کیا مطلب؟''

''دونوں ساتھ رہتے تھے' جرم کے ساتھی تھے' لیکن شاید کسی بات پر ان کا جھگڑا ہو گیا اور منگو نے اسے گولی ماری اور خود فرار ہو گیا''

''اور ہمیں ضرورت ہے منگو کی... اس اغوا میں ضرور منگو کا ہاتھ ہے''

''لیکن شوکی' منگو کرائے کا آدمی ہے' کسی نے اغوا کے سلسلے میں اس کی خدمات حاصل کی ہیں... ویسے یہ اغوا کا ماہر مانا جاتا ہے''

''تب تو کام خراب ہو گیا' اسے تلاش کرنا اب آسان نہیں ہو گا''

''تم لوگوں کے لیے یہ کیس آسان ثابت نہیں ہو گا' جرائم پیشہ لوگ پوری طرح ہوشیار ہو چکے ہیں' چانکیہ کا قتل اسی طرف اشارہ کرتا ہے... انہوں نے کمزور آدمی کو ختم کر دیا ہے''

''جی... کیا مطلب؟''

''سنو شوکی... تم خطرے میں ہو' کوئی بہت خطرناک آدمی منگو اور چانکیہ جیسے لوگوں سے کام لے رہا ہے۔ اسی آ[illegible] کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے دوست چانکیہ کو [illegible] ہم لوگ چانکیہ کے ذریعے کچھ معلوم نہ کر سکیں''

''ارے! لیکن ہم کیسے خطرے میں ہیں''

[illegible] اس لیے انہوں نے بیرونی دروازہ بند ہونے [illegible] آواز سنی۔ وہ بُری طرح اچھلے' پھر اس سے [illegible] وہ سنبھل سکتے' آٹھ کے قریب غنڈے ان کے سروں پر موجود تھے' ان کے ہاتھوں میں کلاشن کوفیں تھیں۔ لیکن ان میں سے ایک کے ہاتھ میں کوئی اسلحہ نہیں تھا' تاہم ایک رومال ضرور تھا' وہ اس رومال کو بار بار اپنی انگلی پر لپیٹ رہا تھا اور اس کے بل اتار رہا تھا۔ انہوں نے انسپکٹر کاشان کی خوف میں ڈوبی آواز سنی۔

''رُو... رومال والا...''

''جج... جی... کیا فرمایا' رومال والا؟''

''چلو اچھا ہوا انسپکٹر' تم نے مجھے پہچان لیا... اب ایک کام کرو' یہ قتل ان چاروں کے ذمے ڈال دو' تحریر لکھو' تم نے اپنی آنکھوں سے ان چاروں کو اسے گولی مارتے دیکھا ہے''

''نن نہیں... نہیں'' انسپکٹر کاشان چیخا۔

''نہ چیخنے کا کوئی فائدہ ہے' نہ پکارنے کا... یہاں تم لوگوں کی مدد کے لیے کوئی نہیں آئے گا اور شوکی برادرز سے زیادہ بے وقوف لوگ بگوڑیا کو نہیں مل سکتے تھے... بھاگے گئے الوؤں کی طرح پارک کی طرف... بھلا دس دن گزرنے پر بھی لائٹر کسی کو نظر نہ آیا اور انہیں نظر آ گیا... پاگل کہیں کے' فوراً ہمارے جال میں پھنس گئے' میں جانتا تھا' یہ عقل مندی دکھائیں گے' پارک کی طرف دوڑے جائیں گے' لہٰذا میں نے وہاں منگو کی انگلیوں کے نشانات والا لائٹر رکھوا دیا... اور خود ہم یہاں آ گئے... چانکیہ کو گولی پہلے ہی ماری جا چکی تھی' کیونکہ اغوا کی واردات کے بعد سے وہ حد درجے خوف زدہ رہنے لگا تھا' [illegible] کام خراب نہ کر دے۔ اب مسٹر کاشان! [illegible] لکھ دو کہ تمہارے سامنے شوکی نے چانکیہ کو گولی ماری ہے اور یہ تینوں اس کے ساتھ تھے۔

''لیکن اس سے کیا ہو گا'' انسپکٹر کاشان نے حیران ہو کر پوچھا۔

''ہاہاہا! اس سے یہ ہو گا کہ پولیس ان کے پیچھے لگ جائے گی اور یہ لیاقت بگوڑیا کے بیٹے کو تلاش کرنے کے بجائے اپنی جان بچاتے پھریں گے' جان بچانے کی کوشش نہیں کریں گے تو پولیس انہیں گرفتار کر لے گی... کیوں کیسا منصوبہ ہے؟''

''آپ لوگوں میں شاید عقل نہیں ہے... کیا میں اعلیٰ حکام کو یہ نہیں بتاؤں گا کہ یہ بیان مجھ سے زبردستی لکھوایا گیا ہے اور شوکی برادرز بے گناہ ہیں''

''پہلے تم بیان لکھو ورنہ تمہاری لاش بھی اس لاش کے پہلو میں نظر آئے گی'' رومال والا غرایا۔

انسپکٹر کاشان کا رنگ اڑ گیا' پھر اس کا ہاتھ مشینی انداز میں اپنے قلم کی طرف چلا گیا۔ کاغذ اس کی طرف رومال والے نے بڑھا دیا۔ اس کے نیچے نوٹ بک تھی۔ انسپکٹر کاشان نے وہی کچھ لکھ دیا جو رومال والا چاہتا تھا۔

''اب اس کے نیچے دستخط کر دو' آج کی تاریخ اور وقت بھی لکھ دو''

انہوں نے فوراً دستخط کر دیے' تاریخ بھی لکھ دی۔

''ہاں تو مسٹر کاشان... کیا کہہ رہے تھے تم... تم اعلیٰ حکام کو بتاؤ گے کہ یہ بیان تم سے زبردستی لکھوایا گیا ہے''

''ہاں! میں انہیں یہ بتاؤں گا...'' انہوں نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

''انسپکٹر کاشان کو لے جاؤ... کوٹھڑی میں بند کر دو'' تاکہ بہت احساس ہو جائے' یہ اعلیٰ حکام کو ایک لفظ نہیں بتا [illegible]

فوراً ہی چار کلاشن کوفوں کے سائے میں وہ انسپکٹر کاشان کو دھکیل لے گئے۔ اب رومال والا ان کی طرف مڑا۔

''میں ایس پی سکندر خان کو فون کر رہا ہوں... تم جانتے ہی ہو' وہ انسپکٹر جلالی نور کا ماموں ہے اور انسپکٹر جلالی نور ان دنوں تمہاری وجہ سے جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہے... ایس پی سکندر تمہارے خون کا پیاسا ہو رہا ہے... ہاں تو میں اسے فون کر رہا ہوں کہ تم چاروں نے چانکیہ کو قتل کر دیا ہے... ثبوت بھی یہاں موجود ہے... اب تم اس کے ہاتھوں گرفتار ہونا چاہو تو یہاں ٹھہرے رہو... اور فرار ہونا پسند کرو تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں''

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس نے فون کا ریسیور اٹھایا اور نمبر ملانے لگا' ساتھ ہی اس نے کہا:

''اور یہ نہ سمجھنا کہ کالی کوٹھڑی یہیں کہیں ہو گی... وہ چاروں انسپکٹر کاشان کو ایک نامعلوم مقام پر لے گئے ہیں... لہٰذا تمہارے بیان کی تصدیق نہیں ہو سکے گی۔ اور نہ ہم یہاں ہوں گے... کوئی تمہارے بیان کو درست نہیں مانے گا... کیونکہ انسپکٹر بھی غائب ہوں گے''

اسی وقت سلسلہ مل گیا۔

''ہیلو ایس پی صاحب... غور سے سنیں' جمال روڈ کے مکان نمبر 113 میں اس وقت ایک لاش موجود ہے' شوکی برادرز نے چانکیہ نام کے شخص کو قتل کیا ہے اور اس کے چشم دید گواہ انسپکٹر کاشان ہیں''

ان الفاظ کے ساتھ ہی فون رکھ دیا گیا۔ شوکی برادرز جانتے تھے' ایس پی کا دفتر وہاں سے زیادہ دور نہیں ہے... اب ان کے سامنے دو راستے تھے' خود کو پولیس کے حوالے کر دیں یا بھاگ نکلیں... خود کو پولیس کے حوالے کرنے کی صورت میں وہ لیاقت بگوڑیا کے کیس پر کام نہیں کر سکتے تھے' دوسری صورت میں پولیس انہیں اشتہاری مجرم قرار دینے والی تھی۔

اغوا کا جال

اشتیاق احمد

6

"کیا کہتے ہو بھائی، اب کیا کریں" شوکی نے گھبرا کر تینوں کی طرف دیکھا۔

"اگر ہم خود کو پولیس کے حوالے کرتے ہیں، تو ہم لیاقت گوڑیا کے کیس پر کام نہیں کر سکتے، ادھر اغوا کرنے والوں نے صرف چوبیس گھنٹے کی مہلت دے رکھی ہے۔ خود کو بے گناہ تو ہم ثابت کر دیں گے، انکل کاشان کو بھی تلاش کر لیں گے، لیکن اغوا والا معاملہ گڑبڑ ہو جائے گا، اس لیے نکل چلتے ہیں" آفتاب نے جلدی جلدی کہا۔

"اس صورت میں بھی ہمیں اشتہاری مجرم قرار دے دیا جائے گا اور پولیس ہماری تلاش میں جگہ جگہ چھاپے مارے گی، ہم کیس پر کس طرح کام کر سکیں گے بھلا" اشفاق نے پریشان ہو کر کہا۔

"کسی نہ کسی طرح کچھ نہ کچھ کر ہی لیں گے، لیکن اگر پولیس کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے، تب کچھ نہیں کر سکیں گے، اس لیے آفتاب کی بات مان لیتے ہیں"

"تو پھر آؤ جو ہو گا، دیکھا جائے گا" شوکی نے گویا فیصلہ سنایا۔

"ہو گا کیا، سر منڈاتے ہی اولے پڑیں گے" رومال والا ہنسا۔

"وہ دیکھا جائے گا جناب! فی الحال تو ہم یہ گئے اور وہ گئے"

یہ کہتے ہی شوکی نے باہر کی طرف چھلانگ لگا دی، تینوں اس کے پیچھے بھاگے۔

"جب چاہوں گا تمہیں پکڑوا دوں گا، میرے ہاتھ بہت لمبے ہیں میرا نام یاد رہے، رومال والا کہتے ہیں مجھے" اس نے پیچھے سے ہانک لگائی۔

باہر نکلتے ہی وہ کار میں بیٹھ گئے، اور بانکے کو اکبر راٹھور کا پتا بتایا، ساتھ ہی شوکی نے کہا۔

"اگر آپ چاہتے ہیں، ہم اس کیس پر کام کرنے کے قابل رہ جائیں تو آپ مہربانی فرما کر ہوا ہو جائیں"

"جی جی...... کیا کہا، میں ہوا ہو جاؤں ہم...... میں سمجھا نہیں"

"مطلب یہ کہ آندھی اور طوفان کی رفتار سے یہاں سے نکل چلیں، کوئی دم میں پولیس یہاں پہنچنے والی ہے اور اگر وہ یہاں پہنچ گئی تو ہمیں گرفتار کر لے گی، کیونکہ ہم پر قتل کا الزام لگ چکا ہے۔ ادھر ہم...... مگر" شوکی نے بوکھلا کر کہا۔

"کیا ہوا جناب؟" بانکے نے چونک کر کہا۔

"کیا آپ نے چار غنڈوں کو انسپکٹر کاشان کے ساتھ باہر آتے نہیں دیکھا تھا"

"نہیں اس دروازے سے تو کوئی نہیں نکلا" بانکا حیران ہو کر بولا۔

"اچھا آپ گاڑی تو آگے بڑھائیں"

کار ہوا ہو گئی، چند منٹ کے سفر کے بعد شوکی نے کہا:

"اس کا مطلب ہے، اس مکان سے نکلنے کا کوئی اور راستہ بھی ہے، وہ اس راستے سے انکل کاشان کو لے گئے ہیں"

"ایسا لگتا ہے جیسے یہ سب کچھ پہلے سے طے کر لیا گیا تھا سارا منصوبہ ترتیب دیا جا چکا تھا اور اگر بات بھی ہے...... تب ہمارا انکل راٹھور کی طرف جانا بھی خطرناک ہو گا...... ہمارے دشمن جانتے ہوں گے کہ ایسے موقعوں پر ہم ان کے گھر کا رخ کرتے ہیں یا پھر کرنل فارانی کے گھر جاتے ہیں"

"بھائی جان...... آج ہماری عقلیں ضرور گھاس چرنے چلی گئی ہیں...... پہلے فون پر ان سے بات کریں پھر ان کا رخ کریں" آفتاب نے بوکھلا کر کہا۔

شوکی نے فوراً سر ہلایا اور موبائل نکال کر اکبر راٹھور کے نمبر ڈائل کیے، لیکن فون بند تھا، اب اس نے کرنل فارانی کے نمبر ملائے، ان کا فون بھی بند ملا۔ ان کے موبائل نمبر ملائے، لیکن بات نہ ہو سکی۔ اب تو شوکی کے چہرے پر الجھن کے آثار نمودار ہو گئے، اس نے کہا:

"نہیں! ہم ان دونوں جگہوں پر نہیں جا سکتے"

"بب...... بانکے بھائی! مہربانی فرما کر گاڑی سڑک کے کنارے کر کے روک لیں" ایسے میں آفتاب بول اٹھا۔

"کیا کہا...... گاڑی کیوں رکوا رہے ہو؟" شوکی نے اسے گھورا۔

"بانکے بھائی گاڑی روک دیں" آفتاب نے جیسے شوکی کی بات سنی ہی نہیں۔

بانکے نے پریشان ہو کر شوکی کی طرف دیکھا جیسے پوچھنا چاہتا ہو۔

"گاڑی روکوں یا چلتا رہوں"

"رو...... رو...... روک دیں" شوکی ہکلایا۔

کار رک گئی، چاروں فوراً نیچے اتر آئے۔

"آپ فوراً لیاقت گوڑیا کے پاس جائیں اور انہیں ہمارا پیغام دیں، وہ ہماری ضمانت کا بندوبست کریں، ورنہ پولیس ہمیں گرفتار کر لے گی اور ہم ان کے کیس پر کام نہیں کر سکیں گے"

"یہ بات تو آپ ان سے فون پر بھی کہہ سکتے ہیں، خود کو کار سے کیوں محروم کر رہے ہیں" بانکے نے حیران ہو کر کہا۔

"بات دراصل یہ ہے بانکے میاں آج ہم عقل سے بالکل پیدل ہیں، اس لیے اب اس کیس پر پیدل کام کریں گے"

"کیا مطلب؟" بانکے کے لہجے میں حیرت تھی۔

"آپ بس جائیں ہم فون پر انہیں ساری بات سمجھا دیں گے"

"آپ کی مرضی ہے تو گوڑیا صاحب نے یہی ہدایت دی تھی کہ آپ لوگ جو کہیں، میں کروں، جہاں جانا چاہیں، لے جاؤں"

"بالکل ٹھیک۔ ہمیں جہاں آنا تھا، آ چکے، آپ کو جہاں جانے کے لیے کہہ رہے ہیں، آپ وہاں جائیں"

"آپ لوگ میری سمجھ میں نہیں آئے"

"اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ ہم تو آج تک خود اپنی سمجھ میں نہیں آئے" آفتاب نے منہ بنایا اور اس نے کار آگے بڑھا دی جونہی وہ نظروں سے اوجھل ہوئی، شوکی نے ایک ٹیکسی کو اشارہ کیا، ٹیکسی تیر کی طرح ان کے نزدیک آ کر رک گئی، وہ فوراً اس میں بیٹھ گئے۔

"آئی جی صاحب کا دفتر دیکھا ہے"

"ہاں! کیوں نہیں"

"بس وہیں لے چلیں" شوکی نے فوراً کہا۔

وہ آئی جی صاحب کے دفتر کے سامنے اترے، ٹیکسی کا بل ادا کیا ہی تھا کہ پولیس والوں نے ان کو گھیرا ڈال لیا۔

"بھاگنے کی کوشش کی تو ہم گولی بھی مار سکتے ہیں" ان میں سے ایک نے کہا۔

"حد ہو گئی، تو آپ یہاں پہلے ہی پہنچے ہوئے ہیں" آفتاب نے برا سا منہ بنایا۔

"اندازہ تھا کہ تم ادھر ضرور آؤ گے آئی جی صاحب کی مدد حاصل کرنے کی کوشش کرو گے، ویسے جج کریم الدین کی کوٹھی کے آس پاس بھی پولیس موجود ہے اگر تم وہاں آتے اور ادھر جاتے تو بھی گرفتار ہو جاتے"

"اچھا بھائی اللہ مالک ہے، اب ہم اور کر بھی کیا سکتے ہیں، کیا ہمیں اپنے وکیل کو فون کرنے کی اجازت ہے"

"یہاں نہیں، حوالات چل کر فون کرنا"

"آپ تو کچھ زیادہ ہی سخت ہیں"

"ہدایات سخت ہیں...... ہمارے سخت ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا"

پھر انہیں حوالات میں بند کر دیا گیا۔

"آپ نے وکیل سے بات کرانے کا وعدہ کیا تھا"

"حوالات کی ہوا کھاؤ طبیعت ٹھکانے آ جائے گی، پھر آپ کو وکیل کی ضرورت نہیں رہے گی" اس نے ہنس کر کہا اور پھر وہاں سے چلے گئے۔

"یہ اکبر راٹھور صاحب سے ہماری بات نہیں کرائیں گے" شوکی نے سرد آہ بھری۔

"انہیں خبر ہونے میں دیر نہیں لگے گی کیا لا گاڑی لے کر لیاقت گوڑیا کے پاس جائے گا، تو وہ ضرور ہم سے رابطہ کرنے کی کوشش کریں گے"

"اللہ کرے ایسا ہی ہو"

پھر آدھ گھنٹے بعد اکبر راٹھور نظر آئے، ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"خوش قسمت ہو، جج کریم الدین نے فوراً ضمانت منظور کر لی، اگرچہ پولیس کی طرف سے اعتراض کیا گیا تھا لیکن ان کے پاس بھی بہر حال اختیارات ہیں اور پھر اس بار تو انہوں نے خود ضمانت دی ہے"

"آپ کا مطلب ہے، اپنی ضمانت" وہ حیران رہ گئے۔

"ہاں! لیکن شوکی اب تم لوگوں کے پاس وقت بہت کم ہے، میں ساری بات سن چکا ہوں، اب تم کیا کرنا چاہتے ہو"

"پہلے آپ بتائیں، آپ کو اطلاع کیسے ملی"

"لیاقت گوڑیا کو میں نے ہی تم لوگوں کے پاس جانے کا مشورہ دیا تھا، جب تم مشکل میں پھنسے تو انہوں نے فوراً مجھے فون کیا۔ میں نے جج کریم الدین صاحب کو فون کیا۔ پھر ان کی طرف دوڑ پڑا، وہاں ضمانت نامہ تیار تھا۔ سوال یہ ہے کہ اب تم کیا کرو گے"

"ان لوگوں نے انسپکٹر کاشان کو غائب کر دیا ہے، ان کی تلاش بھی ہمارے لیے ایک مسئلہ ہے، پہلے ہی مرحلے پر مجرموں نے ہمیں جال میں پھانس لیا ابھی ہمیں کچھ کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ اب ہم اس مکان میں جانا چاہتے ہیں، یعنی منگو کے گھر اور ہمارے ساتھ انسپکٹر کاشان کے دو ایک ماتحت بھی ہوں تو ہم تیزی سے آگے بڑھ سکیں گے"

"اچھا میں آئی جی صاحب سے بات کرتا ہوں تم بانکے والی کار پھر منگا لو"

جلد ہی وہ لیاقت گوڑیا کی کار میں اس مکان تک پہنچے۔ ان کے ساتھ انسپکٹر کاشان کے ماتحت بھی تھے۔ انسپکٹر کاشان کی کہانی اب تک انہیں معلوم ہو چکی تھی اور وہ بہت بے چین تھے۔ مکان خالی پڑا تھا، البتہ وہاں جوتوں اور انگلیوں کے نشانات موجود تھے۔ ان نشانات کو مٹانے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی تھی، ایسے میں شوکی کو ایک خیال آیا۔ اس نے انسپکٹر کاشان کے ایک ماتحت سے کہا:

"آپ انسپکٹر صاحب کے جوتوں کے نشانات کو پہچانتے ہیں"

"جی ہاں! یہ رہے ان کے نشانات" ایک نے فوراً کہا۔

"آیئے میرے ساتھ"

شوکی انہیں اس کمرے میں لے آیا جس میں وہ سب جمع ہوئے تھے اور اسی کمرے سے انسپکٹر کاشان کو چار غنڈوں کے ساتھ بھیجا گیا تھا۔

"وہ نشانات کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھے ان کے ساتھ چار اور جوتوں کے نشانات نظر آئیں گے" شوکی نے کہا۔

"ہاں ایسا ہی ہے"

"بس تو پھر آگے بڑھیں"

وہ کمرے سے نکل آئے نشانات اس مکان سے نکل کر بالکل ساتھ والے مکان کے دروازے پر نظر آئے۔ وہ اس مکان کا پچھلا دروازہ تھا۔

انہیں حیرت کا ایک جھٹکا لگا۔

اغوا کا جال

اشتیاق احمد

7

''اس کا مطلب ہے... وہ لوگ یہاں ہیں؟'' شوکی بولا۔

''یہ ضروری نہیں' ہو سکتا ہے یہ مکان بھی ان کا ہو' ضرورت کے تحت اس وقت وہ اس مکان میں داخل ہوئے ہوں اور ہم لوگوں کے یہاں سے چلے جانے کے بعد وہ یہاں سے کہیں اور چلے گئے ہوں'' آفتاب نے خیال ظاہر کیا۔

''چاہے کچھ ہو' نہ ہو' ایک بات ضرور ہے' یہ لوگ ہمارے چوبیس گھنٹے ضائع کرنا چاہتے ہیں... تاکہ ہم ان کا سراغ نہ لگا سکیں اور حکومت قادر کراؤن کو چھوڑنے پر مجبور ہو جائے' صبح تک یہ ویسے بھی اخبارات میں آ جائے گی۔ حکومت کے ہر بڑے عہدیدار کو صورت حال معلوم ہو جائے گی'' اشفاق نے پوری رفتار سے کہا۔

''لیکن حکومت بھلا قادر کراؤن کو کیوں چھوڑنے لگی...'' اخلاق نے منہ بنایا۔

''ہمیں اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں... ہمارا کام ہے... کسی نہ کسی طرح نزاکت تک پہنچنا''

''اور ہم انسپکٹر کاشان کو بھول رہے ہیں''

''ہو سکتا ہے' انہیں بھی وہیں پہنچا دیا گیا ہو' جہاں نزاکت کو رکھا گیا ہے''

اب شوکی نے آگے بڑھ کر دستک دی۔ کوئی جواب نہ ملا۔ تین بار دستک دینے کے بعد بھی کوئی جواب نہ ملا۔ آخر کانسٹیبلوں کی مدد سے وہ اندر داخل ہوئے' اندر کوئی نہیں تھا... یہاں بھی جوتوں کے نشانات ضرور موجود تھے۔ انہوں نے اچھی طرح مکان کو دیکھا... تین کمروں کا مکان تھا' دو کمرے نیچے اور ایک کمرہ اوپر بنا ہوا تھا۔ نچلے دو کمروں کے سامنے صحن تھا... ایسے میں آفتاب زور سے اچھلا۔

''شش شاید کسی بچھو نے کاٹ لیا'' اخلاق نے گھبرا کر کہا۔

''سردی کے موسم میں بچھو کہاں؟'' اشفاق نے اخلاق کو گھورا۔

''لگتا ہے آفتاب کو کوئی خاص بات سوجھ گئی'' شوکی نے اس کی طرف غور سے دیکھا۔

''حیرت انگیز... پراسرار... آفتاب نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

''کک... کون... مم... میں...'' شوکی نے بوکھلا کر کہا۔

''نن... نہیں بھائی... آپ نہیں... میں ان نشانات کی بات کر رہا ہوں''

''اللہ کا شکر ہے' میں تو ڈر گیا تھا'' شوکی نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

''اوہو! آپ پہلے اس سے یہ تو پوچھ لیں... یہ کون سے نشانات کی بات کر رہے ہیں'' اخلاق نے جل کر کہا۔

''جوتوں کے ان نشانات کو غور سے دیکھیے' انکل کاشان کو چار آدمی لے کر آئے تھے' پانچ جوتوں کے نشانات پچھلے دروازے سے اندر داخل ہوتے نظر آئے ہیں... اور اس کمرے میں اندر چلے جاتے ہیں'' آفتاب یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

''اور اس کے بعد آفتاب خاموش ہو جاتا ہے' کیونکہ بات کو درمیان میں چھوڑنا اس کی عادت ہے'' شوکی نے تلملائے ہوئے انداز میں کہا۔

''اس کے بعد آپ خود دیکھیں... میں نے تو اتنا کر دیا''

اب تو وہ سب غور سے ان نشانات کو دیکھنے لگے۔ کانسٹیبل بھی نشانات کا جائزہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ پہلے تو وہ بُرے بُرے منہ بناتے رہے تھے ایسے میں اکبر راٹھور کی آواز سنائی دی۔

''اُف میرے اللہ! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں''

''آپ وہی دیکھ رہے ہیں جو آفتاب نے آپ کو دکھایا ہے'' شوکی کی آواز ابھری۔

''شش شوکی... کیا تم مذاق کے موڈ میں ہو؟'' اکبر راٹھور حیران ہو کر بولے۔

''جی نہیں! میں اس وقت خوف زدہ ہونے کے چکر میں ہوں' یہ لیجیے... میں ہو گیا خوف زدہ''

''یہ کیا بات ہوئی''

''پہلے ہم نے انکل کاشان سے ہاتھ دھویا تھا' اس بار شاید آپ کی باری ہے''

''کک... کیا مطلب... کیا تم مجھ سے ہاتھ دھونا چاہتے ہو' کک کیا میں کوئی صابن ہوں'' وہ بوکھلا اٹھے۔

''انکل وہ میں محاورے کی زبان میں بات کر گیا''

''شوکی ان حالات میں تم اپنی زبان میں بات کر لو تو بھی کافی ہے... جلدی بتاؤ... کیا کہنا چاہتے ہو''

''یہ نشانات اندر تو آ رہے ہیں... باہر نہیں جا رہے''

''مم... میں بھی اسی نتیجے پر پہنچا ہوں''

''اس... اس کا مطلب ہے... ہم ایک بار پھر پھنس گئے''

''کک... کیا...'' کانسٹیبل چلائے۔

''تم نے درست نتیجہ نکالا شوکی... یہ دونوں مکان تمہارے لیے چوہے دان ہیں۔ تمہیں پولیس کے حوالے کرنے کا کوئی فائدہ نہیں' کسی نہ کسی طرح تم چھوٹ جاتے ہو... اکبر راٹھور' کرنل فارانی' انسپکٹر کاشان' آئی انوار عالم اور جج کریم الدین جیسے لوگ تمہیں بچا لیتے ہیں' لہٰذا میں نے فیصلہ کیا ہے... اب تم ہمارے مہمان اس وقت تک رہو گے جب تک کہ...''

یہ آواز رومال والے کی تھی' آواز اوپر سے آئی تھی' گویا وہ اوپر تھا۔ انہوں نے اوپر دیکھا' وہاں نہ صرف رومال والا موجود تھا بلکہ اس کے ساتھ اس کے غنڈے بھی موجود تھے اور ان غنڈوں کی رائفلوں کے رُخ نیچے کی طرف تھے۔

''جب تک کیا رومال والا صاحب''

''جب تک کہ قادر کراؤن نہیں چھوٹ جاتا''

''اور... اور اگر وہ نہ چھوٹا'' آفتاب نے خوف کے عالم میں کہا۔

''تب تم لوگ بھی نہیں چھوٹو گے''

''مم... مارے گئے انکل''

''کیا مطلب... صرف میں مارا گیا اور تم بچ گئے'' اکبر راٹھور حیران ہو کر بولے۔

''خاموش... اِدھر اُدھر کی نہ ہانکو... تم لوگ ہمارا دھیان نہیں ہٹا سکتے... تمہاری ہر چال ناکام ہو گی' میں کچی گولیاں نہیں کھیلتا... یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں''

''کک... کون سے بازو... آپ کے یا ہمارے'' آفتاب نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

''جاؤ... راڈو... انہیں باندھ لو... اگر تمہاری باندھی ہوئی رسیاں ان لوگوں نے کسی طرح کھول لیں تو پھر تمہارا جو حال ہو گا... تم جانتے ہی ہو''

''نن نہیں... استاد...'' راڈو کانپ گیا۔

''جاؤ... اور اپنی کاری گری دکھاؤ... میں نے سنا ہے' تم رسی سے باندھنے کے بہت ماہر ہو''

''یہ گیا استاد...'' اس نے کہا اور پھر وہ چھت پر سے غائب ہو گیا۔ ایک منٹ بعد وہ نیچے نظر آیا۔ اس کے ہاتھوں میں رسیاں تھیں' یہ ریشم کی باریک رسیاں تھیں' اس نے سرد آواز میں کہا:

''تم لوگ ہاتھ اوپر اٹھا دو... پھر ہم تمہیں تمہارے انکل کے پاس پہنچا دیں گے''

''ارے باپ رے... کیا وہ بھی یہیں ہیں'' آفتاب ہکلایا۔

''تم نے ہاتھ نہیں اٹھائے'' اوپر سے غراہٹ سنائی دی۔

ان کے ہاتھ مشینی انداز میں اٹھ گئے... وہ ان حالات میں کر بھی کیا سکتے تھے... ایسے میں اکبر راٹھور روتی آواز میں بولے:

''شوکی! کیا یہ لوگ قادر کراؤن کو چھڑانے میں کامیاب ہو جائیں گے''

''آپ کا جملہ سن کر خوشی ہوئی انکل... آپ نے ان لمحات میں اپنی فکر نہیں کی... آپ کو فکر ہے تو اس بات کی کہ یہ لوگ کہیں قادر کراؤن کو چھڑا نہ لیں''

''ہاں شوکی... میری جان جاتی ہے جائے... شوکی کچھ ہو جائے' یہ لوگ قادر کراؤن کو چھڑانے نہ پائیں۔ اس مردود نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے'' ان کی آواز جذبات کے بوجھ تلے دب گئی... آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

''انکل... انکل آپ رو رہے ہیں''

''شوکی... قادر کراؤن نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے... شوکی... میں یہ بات کس طرح بھول جاؤں''

اب تو ان کی آنکھوں سے بھی آنسو بہنے لگے... اِدھر راڈو کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔ ایسے میں شوکی کی آواز ابھری:

''راڈو بھائی... کیا وقت ہوا ہے؟''

راڈو بُری طرح چونکا... یوں جیسے اسے کرنٹ لگا ہو۔

اشتیاق احمد

8

اغوا کا جال

"کک... کیا مطلب... یہ تم نے مجھ سے وقت کیوں پوچھا... وہ بھی اس وقت؟" راڈو نے چونک کر کہا۔

"اس لیے کہ تم راڈو ہو... ہم نے سنا ہے... راڈو گھڑیاں بہت صحیح وقت بتاتی ہیں اور ہم وقت اس لیے بھی پوچھ رہے ہیں... بھائی راڈو کہ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔" شوکی نے پریشان ہو کر کہا۔

"راڈو... ان کی باتوں میں نہ آنا... صرف باندھنے سے کام رکھو۔"

"آپ فکر نہ کریں باس..." راڈو نے بلند آواز میں کہا۔

"شوکی... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کو اگر ان لوگوں نے آزاد کرا لیا تو پھر ہماری یہ زندگیاں بے کار ہیں۔" اکبر راٹھور نے روتی آواز میں کہا۔

"انکل! آپ پریشان نہ ہوں... اللہ سے دعا کریں۔" اشفاق نے خود بھی روتے ہوئے کہا۔

اور پھر راڈو نے اعلان کیا۔

"میں ان سب کو اچھی طرح باندھ چکا ہوں..."

"تب پھر انہیں بھی انسپکٹر کاشان کے پاس پہنچا دو۔"

"جی اچھا!"

انہیں اٹھا کر ایک تہہ خانے میں لایا گیا۔ وہ یہ نہ دیکھ سکے کہ تہہ خانے کا دروازہ کیسے کھولا گیا تھا۔ تہہ خانے میں زیرو کا بلب جل رہا تھا۔ اس کی روشنی میں انہوں نے دیکھا۔ انسپکٹر کاشان بھی انہی کی طرح بندھے ہوئے تھے۔ راڈو اور اس کے ساتھی انہیں فرش پر رکھ کر جانے لگے۔ ایسے میں شوکی نے کہا۔

"شش... شک..."

راڈو نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا۔ عجیب سے انداز میں مسکرایا اور تہہ خانے کی سیڑھیاں چڑھنے لگا... پھر سب سے آخر میں وہ تہہ خانے سے نکلا... اور دروازہ بند ہو گیا۔

انکل کاشان! آپ کا کیا حال ہے۔

"اللہ کا شکر ہے۔"

"آپ کو ہم پر غصہ تو آ رہا ہو گا۔"

"نہیں! میں نے اسے روک دیا..." انسپکٹر کاشان مسکرائے۔

"کک... کسے روک دیا۔" آفتاب نے حیران ہو کر پوچھا۔

"غصے کو..." وہ مسکرائے۔

"وقت بہت تیزی سے گزر رہا ہے... ہم مجرموں کے اس قدر نزدیک پہنچ کر بھی دور ہیں... اللہ پاک رحم فرمائے۔"

"کک... کیا ہم یہ اشیاء کھول سکتے ہیں۔" اکبر راٹھور بولے۔

"اگر کھول لیں تب بھی تہہ خانے سے کیسے نکلیں گے۔"

"تہہ خانہ سے نکلنے کی بات بعد میں دیکھی جائے گی... پہلے یہ رسیاں تو نکلیں، گوشت میں دھنسی جا رہی ہیں..." اشفاق نے برا سا منہ بنایا۔

"ان لوگوں نے ہمارے منہ نہیں باندھے، گویا پہلی بار عقل مندی سے کام لیا ہے، ہم دانتوں کی مدد سے ان رسیوں سے نجات حاصل کر سکتے ہیں... انکل راٹھور... آپ کے دانت ہم سب سے تیز ہیں... میں اپنے ہاتھ آپ کے منہ کے نزدیک کیے دیتا ہوں۔ آپ دانتوں سے رسیاں کھولنے کی کوشش کریں۔" آفتاب نے جلدی جلدی کہا۔

"لیکن یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ میرے دانت تم سب سے تیز ہیں۔" اکبر راٹھور نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ وکیل ہیں نہ..." آفتاب نے فوراً کہا۔

"حد ہو گئی، تم مجھے دوسروں وکیلوں جیسا کہہ رہے ہو۔" انہوں نے جھلا کر کہا۔

"مم... میں معافی چاہتا ہوں۔" آفتاب گھبرا گیا۔

اور پھر وہ اپنے ہاتھ ان کے منہ کے قریب لے گیا۔ ان کے دانت رسی پر کام کرنے لگے... دوسری طرف شوکی کے دانت اشفاق کی رسی پر چلنے لگے... اور انسپکٹر کاشان کی رسیوں پر اخلاق منہ چلانے لگا... پھر سب سے پہلے شوکی کی آواز ابھری۔

"واہ مارا... شاباش اشفاق۔"

"کیا ہوا بھائی..." اکبر راٹھور بولے۔

"اشفاق کامیاب ہو گیا، میرے ہاتھوں پر بندھی رسی کھل رہی ہے۔"

"کمال ہے اشفاق کے دانت میرے دانتوں سے تیز ثابت ہوئے۔" اکبر راٹھور کے لہجے میں حیرت تھی۔

"لیکن اس میں حیرت کی کیا بات ہے انکل۔" اشفاق بولا۔

"ہے! میں سکول اور کالج کے مقابلوں میں اول آتا رہا ہوں، جب بھی دانتوں سے رسی کھولنے یا اسی قسم کا کوئی اور مقابلہ کرایا جاتا تھا میں اول آتا تھا۔"

اور پھر شوکی کے ہاتھ آزاد ہو گئے، بس پھر کیا تھا۔ اس نے اکبر راٹھور کی رسیاں کھول دیں۔ اس طرح وہ سب آزاد ہو گئے۔

"اب سوال یہ ہے کہ ہم تہہ خانے سے کیسے نکلیں۔"

"آؤ... دروازے پر زور لگائیں۔"

وہ دوڑ پڑے، سیڑھیاں چڑھ کر دروازے پر آئے، جونہی انہوں نے دروازے پر دباؤ ڈالا... سب کے سب باہر کی طرف گر پڑے کیونکہ دروازہ تو دوسری طرف سے بند تھا ہی نہیں۔

"یہ... یہ کیا... انہوں نے تہہ خانے کا دروازہ بند کیوں نہیں کیا۔" انسپکٹر کاشان نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

"شش... شاید بھول گئے۔" آفتاب ہکلایا۔

ماہ صیام سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات و ارشادات

محمد طارق چراغ

☆..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے اکثر دنوں میں روزے رکھ کر رمضان کا استقبال کرتے۔

☆..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں میں عام دنوں کی بنسبت بہت زیادہ محنت و مجاہدہ کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

☆..... عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت روزہ اتنی بار مسواک کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ میں شمار نہیں کر سکتا۔ (ترمذی)

☆..... رمضان میں آپ ہر قیدی کو آزاد کرتے اور ہر سائل کو عطا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

☆..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت رمضان میں عام دنوں کی بنسبت زیادہ ہو جاتی تھی۔ (بخاری)

☆..... رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم غلام اور نوکر سے کم کام لیتے تھے۔

☆..... روزے داروں کو کھانا کھلاتے اور افطار کراتے تھے۔

☆..... ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں ہر سال اعتکاف کرتے تھے۔

انہوں نے مکان کا جائزہ لیا' وہاں کوئی نہیں تھا۔ وہ سب فوراً باہر نکل آئے۔۔ انسپکٹر کاشان نے اپنے ماتحتوں کو ایک بوتھ سے فون کیا۔۔۔۔ جلد ہی وہاں پولیس کی گاڑیاں پہنچ گئیں۔۔۔ دونوں مکان گھیرے میں لے لیے گئے' لیکن مجرموں میں سے کوئی نہ ملا۔۔۔ نہ ہی لیاقت بگوڑیا کا بیٹا مل سکا۔۔۔ جب کہ اصل مسئلہ اس کا تھا۔

اب وہ جیپ میں بیٹھ کر آئی جی صاحب کے دفتر پہنچے۔ انوار عالم دفتر میں نہیں تھے۔ معلوم ہوا' گھر میں ہیں' سب کے سب ان کے گھر پہنچ گئے۔ انہیں ساری کہانی سنائی۔

ان کے خاموش ہونے پر وہ بولے۔

''پھر اب آپ لوگ کیا چاہتے ہیں''

''پولیس کو ہدایت کی جائے کہ شوکی برادرز چانکیہ کے قاتل نہیں ہیں' لہٰذا انہیں گرفتار نہ کیا جائے''

''ٹھیک ہے۔۔۔ اور کچھ''

''اب ہمارے پاس صرف پندرہ گھنٹے رہ گئے ہیں' پندرہ گھنٹے کے اندر ہمیں لیاقت بگوڑیا صاحب کے بیٹے نزاکت کو تلاش کرنا ہے۔۔۔ لہٰذا پولیس کو ہدایت کی جائے۔۔۔ ہمارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالیں''

''اچھی بات ہے۔۔۔۔۔ میں یہ ہدایات جاری کر دیتا ہوں۔۔۔''

وہ ان کا شکریہ ادا کر کے باہر نکل آئے۔ اکبر راٹھور نے سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا جیسے پوچھ رہے ہوں۔۔۔ اب کیا ارادہ ہے۔

''انکل! اب ہم کرنل فارانی کے ہاں جائیں گے۔ اس کیس میں انہیں بھی ساتھ رکھنا ضروری ہے تاکہ طاقت کا توازن خراب نہ ہو''

''میں بھی ساتھ چلوں گا شوکی'' انسپکٹر کاشان بولے۔

''اور میں بھی۔۔۔۔'' اکبر راٹھور نے فوراً کہا۔

اب سب کرنل فارانی کے ہاں پہنچے۔ ان کے گھر کے دروازے کھلے پڑے تھے اور وہ خود غائب تھے' ایسے میں فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ شوکی نے بے تابانہ انداز میں ریسیور اٹھایا۔

پھر دوسری طرف کی بات سن کر وہ بری طرح اچھلا۔ ریسیور اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

ظہور الحسن

دوست نہ بناؤ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

''اے ایمان والو! اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے کے لیے اور میری رضا جوئی کی خاطر (وطن چھوڑ کر گھروں سے) نکلے ہو تو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم ان کے ساتھ دوستی کی بنیاد رکھتے ہو، حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے، اس کو ماننے سے وہ انکار کر چکے ہیں، اور ان کی عادت یہ ہے کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور خود تمہیں صرف اس قصور پر جلا وطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب، اللہ پر ایمان لائے ہو، تم چھپا کر انہیں دوستانہ پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو اور جو اعلانیہ کرتے ہو، ہر چیز کو میں خوب جانتا ہوں، جو شخص بھی تم میں سے ایسا کرے، وہ یقیناً راہ راست سے بھٹک گیا۔
(سورہ الممتحنہ آیت ۱ پارہ ۲۸)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو قطروں اور دو نشانوں سے بڑھ کر کوئی شے محبوب نہیں، اللہ کے خوف سے نکلنے والا آنسو کا قطرہ اور خون کا وہ قطرہ جو اللہ کی راہ میں گرایا جاتا ہے، اور دو نشان ہیں، اللہ کی راہ کا نشان اور اللہ کے فرائض سے ایک فرض کا نشان۔''

مطلب یہ کہ اللہ کے راستے میں آنے والے زخم کا نشان اور فرائض کی ادائیگی کا نشان جیسے پیشانی پر سجدے کا نشان بن جاتا ہے۔

9

اغوا کا جال

"کک... کیا ہوا شوکی، اب کیا خبر ملی؟"

"اب انکل کرنل فارانی ان کے قبضے میں ہیں، گویا وہ ہمیں انگلیوں پر نچا رہے ہیں، وار پر وار کر رہے ہیں، وہ چاہتے ہیں ہم سانس نہ لے سکیں، ملاقات بگوڑیا صاحب کے بیٹے کو سکون سے تلاش نہ کرسکیں اور وقت پورا ہو جائے... اف!"

"لیکن اب اس نے کیا کہا ہے۔"

"یہ کہ اگر کرنل فارانی کی زندگی چاہتے ہو تو کسی کو کوئی اطلاع دیے بغیر تم سب کے سب 14 چوہان روڈ پر آجاؤ... لیکن کسی کو فون کیا تو 14 چوہان روڈ پر ہماری ملاقات صرف انکل فارانی کی لاش سے ہوگی۔"

"اوہ نہیں۔" وہ سب چلا اٹھے۔

"عجیب مجرم ہیں... ہمارے ساتھ بلی چوہے کا کھیل کھیل رہے ہیں... گویا انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں... ویسے یہ بات میں شروع سے محسوس کر رہا ہوں کہ ان لوگوں کو کسی قسم کا کوئی خوف نہیں ہے، ہر کام بے خوفی سے اور آزادانہ کر رہے ہیں۔" شوکی نے جلدی جلدی کہا، ساتھ ہی اس نے اخلاق کو خفیہ اشارہ کیا۔

"سوال یہ ہے شوکی... اب ہم کیا کریں۔" انسپکٹر کامران بولے۔

"ہم وہی کریں گے جو رومال والے نے کہا ہے، اس لیے کہ انکل فارانی کی زندگی کا سوال ہے۔"

"تب پھر چلو... جلدی کرو۔"

وہ اسی وقت اکبر المنصور کی گاڑی میں 14۔ چوہان روڈ پہنچ گئے۔ عمارت بالکل تاریک تھی اور رات کے دس بج رہے تھے... یوں لگتا تھا جیسے اندر کوئی نہ ہو... وہ دھک دھک کرتے دلوں کے ساتھ گاڑی سے اترے اور آگے بڑھے... کوٹھی کا دروازہ اندر سے بند نہیں تھا... وہ اندر داخل ہوگئے... پھر کوٹھی کے صحن میں ایک کمرے کا دروازہ انہیں کھلا نظر آیا... یہ بھی انہوں نے تاروں کی روشنی میں دیکھا تھا... وہاں کوئی بلب روشن نہیں تھا... وہ اس کمرے میں داخل ہوگئے، فوراً ہی کمرے کا دروازہ زوردار آواز سے بند ہوگیا اور کمرے میں روشنی ہوگئی، وہ بہت زور سے اچھلے... وہاں کرنل فارانی تو خیر تھے ہی، اور تھے بھی رسیوں سے بندھے ہوئے... لیکن زیادہ حیرت انہیں اس بات پر ہوئی کہ وہاں راذو الٹا لٹکا ہوا تھا۔

اس کے دونوں پیر ملا کر ٹخنوں کے پاس سے جکڑے گئے تھے اور رسی کا دوسرا سرا چھت میں لگے لوہے کے ہک سے باندھ دیا گیا تھا... اس کا سر فرش سے کچھ ہی اوپر تھا۔

"یہ... یہ... یہ کیا۔" اکبر المنصور کے منہ سے نکلا۔

"ہماری مدد کرنے کی سزا۔"

"کیا مطلب؟" ان سب نے ایک ساتھ کہا۔

"رسیاں راذو نے ڈھیلی باندھی تھیں، تہ خانے کا دروازہ بھی اسی نے کھلا چھوڑا تھا... آپ کو میرے وہ جملے الفاظ یاد نہیں رہے، جب یہ رخصت ہو رہے تھے تو میں نے کہا تھا... شش... شک، دراصل میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا، لیکن صاف طور پر کر نہیں سکتا تھا، اس لیے ان جملے الفاظ میں شکریہ ادا کیا تھا، اس وقت انہوں نے میری طرف مسکرا کر دیکھا تھا..."

"لیکن کیوں، انہوں نے ایسا کیوں کیا، اپنے باس کو دھوکا کیوں دیا... الٹا لٹکنا کیوں منظور کر لیا۔"

"ہماری باتیں سن کر... اس وقت انکل المنصور نے درد بھرے لہجے میں کہا تھا... شوکی... چاہے کچھ ہو جائے... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا چھوٹنے نہ پائے... ان الفاظ نے راذو پر بھی اثر کیا... اور انہوں نے اچانک ہماری مدد کرنے کا پروگرام بنا لیا، لیکن باس بھلا کب رعایت کرنے والا تھا... ہمارے فرار ہونے کی خبر ملتے ہی ایک طرف تو اس نے کرنل فارانی کو اغوا کرا لیا، دوسری طرف راذو کو الٹا لٹکا دیا... یہی بات ہے نا راذو بھائی۔"

"ہاں! یہی بات ہے... لیکن مجھے کوئی افسوس نہیں... بلکہ خوشی ہے... ہاں افسوس ہے تو اس بات کا کہ آپ لوگ پھر پھنس گئے۔"

"دراصل رومال والے کا جال ہر طرف پھیلا ہوا ہے۔"

"تم نے درست کہا شوکی۔" کمرے میں رومال والے کی آواز سنائی دی، ساتھ ہی وہ ہنسا بھی۔

"ارے باپ رے... یہ... یہ کیا! آپ دکھائی تو دے نہیں رہے، آواز سنائی دے رہی ہے... کیا آپ نے سلیمانی ٹوپی پہن اوڑھ رکھی ہے۔"

"نہیں! میں اس کمرے میں نہیں ہوں... اس کوٹھی کے ایک محفوظ ترین کمرے میں ہوں... راذو نے اپنا جرم قبول کر لیا ہے... لہٰذا اب اس کی سزا موت ہے۔"

"ہم... مجھے کوئی پروا نہیں۔" راذو نے پرسکون آواز میں کہا۔

"تم... تم میری سمجھ میں نہیں آئے راذو... تم تو ایک مدت سے ہمارے ساتھ ہو... میرے حکم پر تم نے جرم پر جرم کیے ہیں... یہ تمہاری کایا کیسے پلٹ گئی۔"

"میں خود نہیں سمجھ سکا باس... بس اچانک مجھے نہ جانے کیا ہوا... میرے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جاگ اٹھی... میں نے تو زندگی میں کبھی کوئی مذہبی کام نہیں کیا، کبھی نماز نہیں پڑھی... روزہ نہیں رکھا... کوئی اور نیکی کا کام نہیں کیا... پھر نہ جانے ان الفاظ میں کیا تھا۔ "شوکی... چاہے کچھ ہو جائے... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ چھوٹنے نہ پائے۔" یہ الفاظ مجھ پر بجلی بن کر گرے اور میں نے غیر ارادی طور پر رسیوں کو ڈھیلا کرنا شروع کر دیا، پھر باہر نکلتے وقت میں نے تہ خانے کا دروازہ صرف برابر کیا، چٹخنی نہ لگائی... میرے ساتھی مجھ سے آگے جا چکے تھے... اس لیے وہ میری یہ کارروائی نہ دیکھ سکے اور بس۔"

"لیکن راذو... تم نے یہ اتنا سستا سودا نہیں کیا... موت کا سودا کیا ہے۔"

"موت کا خیال تو ایک حد تک ضرور ہے باس... لیکن نہ جانے کیا بات ہے، میرے دل کو ایک ڈھارس سی ہے۔"

"ساری ڈھارس نکل جائے گی... جب [illegible] تمہاری پیشانی کا نشانہ لے گا..." رومال والا سرد لہجے میں بولا۔

"اللہ مالک ہے۔"

"ارے ہم... مگر... یہ... یہ کیا۔" رومال والا کی چونکی ہوئی آواز گونجی۔

"کیا ہوا باس؟" راذو کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ان میں سے ایک کم ہے۔"

"ان میں سے ایک کم ہے... کیا مطلب۔"

"شوکی... تمہارا چوتھا بھائی کہاں ہے... تم جب کرنل فارانی کے گھر پہنچے تھے اس وقت وہ تمہارے ساتھ تھا۔"

"آپ... آپ کو کیسے پتا چلا؟" شوکی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میری آنکھیں اور کان کھلے ہیں... میں بہت دور تک دیکھ

اشتیاق احمد

ہوں۔"
ایسے میں باہر پولیس کی گاڑیوں کی آوازیں گونج اٹھیں۔
"اوہ! تو یہ بات ہے... تمہارے چھوٹے بھائی نے یہ کام دکھایا ہے۔ لیکن تم میری گرد کو بھی نہیں پا سکتے... اور نہ لیاقت گھوڑیا کے بیٹے تک پہنچ سکتے ہو۔ خادو... راڈو کو اس کی غداری کا مزا چکھا دو۔"

اس کے ان الفاظ کے ساتھ ہی کمرے میں فائر کی آواز گونجی... راڈو کی آخری چیخ سنائی دی اور پھر دروازے پر قدموں کی آواز سے پوری کوٹھی میں گویا زلزلہ آ گیا۔

روزے کی فضیلت

روزہ دار کے منہ کی بدبو (جو معدہ خالی ہونے کی وجہ سے آتی ہے) اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (صحاح ستہ)

روزہ اور قرآن دونوں روزہ دار کی سفارش کریں گے (مشکوٰۃ)

عامر بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسم سرما میں روزہ رکھنا مفت کا ثواب ہے۔ (تحفۃ المسلمین)

رمضان میں کرنے کے کام:

۱) گزشتہ گناہوں سے توبہ کرنا
۲) آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم
۳) کثرت سے استغفار کرتے رہنا
۴) تلاوت قرآن کا اہتمام کرنا
۵) نماز جماعت سے پڑھنا
۶) اشراق، چاشت اور اوابین کے نوافل پڑھنا
۷) سحری کے وقت تہجد پڑھنا
۸) اللہ تعالیٰ سے جنت الفردوس طلب کرنا اور دوزخ سے پناہ مانگنا
۹) لا الٰہ الا اللہ کثرت سے پڑھنا
۱۰) افطار و سحر میں دعاؤں کا اہتمام کرنا

ایک طالب علم کی دعا

اللہ مجھے حافظ قرآن بنا دے
قرآن کے احکام پہ مجھ کو چلا دے
ہو جائے سبق یاد مجھے جلد الٰہی
یارب تو حافظہ میرا مضبوط بنا دے
چھٹی نہ کروں بھول کر بھی مدرسے کی میں
اوقات کا بھی مجھ کو پابند بنا دے
ہو مجھ سے مدرسے کا نہ نقصان کبھی بھی
اللہ تو یہاں کے آداب سکھا دے
فطرت شرارت کی ہو میری دور الٰہی
سنجیدہ بنا دے مجھے سنجیدہ بنا دے
کپڑے میں رکھوں صاف تو کر دل کو میرے صاف
قرآن کا سفینہ میرے سینے کو بنا دے
آمین

محمد اسحاق بن حافظ محمد ابراہیم۔ کراچی

اغوا کا جال

10

اور پھر کمرے کا دروازہ کھل گیا...... پولیس اندر داخل ہوئی' ان کے ساتھ اخلاق تھا۔

''ارے باپ رے! یہ...... یہ کیا لٹکتی لاش...... اس کے سر سے تو خون تیزی سے بہہ رہا ہے' گویا اسے ابھی گولی ماری گئی ہے'' پولیس انسپکٹر کی آواز گونج اٹھی۔

''ہاں جناب! یہی بات ہے'' اکبر راٹھور کی آواز سنائی دی۔ پولیس انسپکٹر ان کی طرف گھوم گیا۔

''اوہ! وکیل صاحب! یہ آپ ہیں' یہ سب کیا چکر ہے میرے پاس تو یہ صاحب آئے تھے' آئی جی صاحب کا فون بھی ملا تھا کہ میں ان کی مدد کروں''

''میں نے پہلے انہیں فون کیا تھا' پھر آپ کے پاس پہنچا تھا''

''میں نے 14- چوہان روڈ کی طرف روانہ ہونے سے پہلے اخلاق کو خفیہ اشارہ کر دیا تھا' اشارہ یہ تھا کہ ہم جلدی جلدی یہاں سے نکل کر گاڑی میں بیٹھ جائیں گے...... تم یہیں ٹھہر جانا اور پھر پولیس کے ساتھ 14 چوہان روڈ پہنچنا''

''بہت خوب'' کرنل فارانی کی آواز ابھری۔

اب پوری عمارت کی تلاشی لی گئی۔ لیکن وہاں نہ تو رومال والا ملا' نہ اس کا کوئی ساتھی...... گویا وہ ایک بار پھر غائب تھے' نہ جانے ان لوگوں کے پاس ایسے کتنے ٹھکانے ہیں۔ ان لوگوں نے کوٹھی کے بارے میں آس پاس سے معلوم کیا' جلدی وہ کوٹھی کے مالک کے پاس بیٹھے تھے۔ اس نے بتایا کہ ان لوگوں نے کوٹھی کرائے پر لے رکھی تھی...... اور وہ نہیں جانتا' وہ لوگ کیا کاروبار کرتے ہیں' ظاہر میں تو بہت شریف لوگ دکھائی دیتے تھے۔

کوٹھی سے انگلیوں کے نشانات اٹھا لیے گئے' راڈو کی لاش کو اتار کر پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دیا گیا...... ان سب کاموں سے فارغ ہو کر وہ سب سر جوڑ کر بیٹھ گئے...... سوال یہ تھا کہ اب کیا کیا جائے...... لیاقت بگوڑیا کے بیٹے کا دور دور تک کوئی پتا نہیں تھا' ایسے میں شوکی نے لیاقت بگوڑیا کو فون کیا...... ادھر سے فوراً ان کی آواز سنائی دی...... شوکی کی آواز کو پہچان کر وہ بولے:

''کوئی کامیابی ہوئی...... وقت بہت کم رہ گیا ہے''

''ہاں! آپ فکر نہ کریں...... چوبیس گھنٹے سے پہلے پہلے ہم مجرموں کا سراغ لگا لیں گے انشاء اللہ۔ آپ ذرا بانکے سے کہیں گاڑی 14 چوہان روڈ پر لے آئے''

''اچھی بات ہے'' اور شوکی نے فون بند کر دیا۔

''تم نے بانکے کو یہاں کیوں بلایا ہے...... اب تو ہمارے پاس گاڑی ہے'' انسپکٹر کاشان بولے۔

''وقت کم رہ گیا ہے' اب ہم دو پارٹیوں میں تقسیم ہو کر کام کریں گے'' شوکی نے کہا۔

''کیا کوئی نیا منصوبہ ذہن میں ہے'' اکبر راٹھور بولے۔

''راڈو جب مجھے رسی سے باندھ رہا تھا تو اس کے منہ سے ایک لفظ نکلا تھا' وہ لفظ ظاہر میں تو بلا وجہ اس کے منہ سے نکلا تھا' لیکن اب میں سوچ رہا ہوں' اس نے جان بوجھ کر میرے کان میں کہا تھا''

''اور وہ لفظ کیا تھا؟''

''گاف ہاؤس''

''کیا مطلب...... گاف ہاؤس'' اکبر راٹھور نے حیران ہو کر کہا۔

''ہاں! اس نے یہی کہا تھا اور میں جانتا ہوں...... ہمارے شہر میں ایک عدد گاف ہاؤس ہے'' شوکی مسکرایا۔

''لیکن شوکی! وہ ایک سرکاری عمارت ہے...... وہاں سرکاری مہمانوں کو ٹھہرایا جاتا ہے''

''کچھ بھی ہو...... ہم وہاں جائیں گے...... خفیہ طور پر اس عمارت کا جائزہ لیں گے' ہم میں سے ایک پارٹی باہر رہ کر صرف نگرانی کرے گی' دوسری پارٹی اندر جائے گی''

''لیکن کیسے...... ہم اندر کیسے جائیں گے'' انسپکٹر کاشان نے پریشان ہو کر کہا۔

''یا انکل اکبر راٹھور بتائیں گے...... یا پھر کرنل فارانی''

''نہیں! یہ بات آئی جی انوار عالم بتائیں گے'' اکبر راٹھور بولے۔

''اوہ ہاں! واقعی''

شوکی نے اسی وقت انہیں فون کیا' ان کی آواز سن کر ساری بات بتائی۔ انہوں نے اس کے خاموش ہوتے ہی پوچھا۔

''پھر تم مجھ سے کیا چاہتے ہو شوکی''

''ہم اس عمارت کو اندر سے دیکھنا چاہتے ہیں' لیکن خفیہ طور پر''

''اس کی کیا ترکیب ہو سکتی ہے بھلا'' انہوں نے الجھن کے عالم میں پوچھا۔

''آپ کا مطلب...... ترکیب مجھے بتانا ہوگی'' شوکی گھبرا کر بولا۔

''اور نہیں تو کیا میں بتاؤں گا'' دوسری طرف سے انوار عالم جھلا اٹھے۔

''جیسے آپ کی مرضی'' شوکی نے فوراً کہا۔

''کیا کہا...... میری مرضی...... میں سمجھا نہیں''

''مطلب یہ کہ آپ کہتے ہیں تو میں بتا دیتا ہوں ترکیب...... آپ ہمارے ساتھ وہاں چلیں...... چوکیدار آپ کو پہچانتا ہی ہو گا...... اگر نہیں تو آپ کارڈ دکھا سکتے ہیں' اس سے کہہ دیں کہ آپ کو اندر کسی گڑبڑ کی اطلاع ملی ہے' ہم خفیہ طور پر اندر کا جائزہ لینا چاہتے ہیں تاکہ مہمان حضرات پریشان نہ ہوں...... ظاہر ہے وہ کوئی اعتراض کیوں کرے گا''

''ٹھیک ہے...... لیکن اس کے لیے میری کیا ضرورت ہے۔ یہ کام تو انسپکٹر کاشان سے لے سکتے ہو''

''کیا چوکیدار انسپکٹر کاشان کو یہ اجازت دے گا؟''

''میں سرکاری حکم لکھوا دیتا ہوں' ساتھ میں وہ لے جائیں''

''چلیے! یہ ٹھیک رہے گا' انسپکٹر کاشان آپ کی طرف آ رہے ہیں''

''ٹھیک ہے...... ان کے ساتھ اور کون ہو گا؟''

''میں' انکل راٹھور اور انسپکٹر کاشان''

''کیوں...... باقی تین بھائی کہاں گئے اور کرنل فارانی ساتھ نہیں جائیں گے''

''وہ الگ رہ کر دوسری سمت سے کام کریں گے''

''تمہاری تم جانو شوکی...... انسپکٹر کاشان کو بھیج دو''

اشتیاق احمد

"جی اچھا... شکریہ"

انسپکٹر کاشان اسی وقت ان کی طرف چلے گئے۔ چند منٹ بعد بانکا بھی گاڑی لے کر پہنچ گیا- وہ کچھ پریشان سا نظر آ رہا تھا-

"خیر تو ہے بانکے میاں... پریشان دکھائی دیتے ہو"

"بہت تھکا ہوا ہوں... پورے اٹھارہ گھنٹے سے آرام کا کوئی موقع نہیں ملا"

"اوہ! اب تو ہم نے آپ کو بلا کر غلطی کی' آپ کے ساتھ زیادتی کی- لیکن اس وقت ہم مجبور ہیں... ہمیں ایک ہی وقت میں دو گاڑیوں کی ضرورت پڑ گئی ہے' ایک گاڑی ہمارے پاس ہے- ایک آپ لے آئے ہیں' بس تھوڑی دیر اور لگے گی... پھر آپ کو فارغ کر دیں گے۔"

"کوئی بات نہیں..." وہ مشکل سے مسکرایا-

پھر جلد ہی انسپکٹر کاشان لوٹ آئے' انہوں نے اشارے سے بتایا کہ سرکاری حکم لے آئے ہیں- اب شوکی لیاقت بگوڑیا کی کار میں اکبر راٹھور اور انسپکٹر کاشان کے ساتھ روانہ ہوا... دوسری پارٹی کو اس نے پہلے ہی کان میں بتا دیا تھا کہ انہیں کیا کرنا ہے اور وہ اپنی مہم پر پہلے ہی روانہ ہو چکے تھے- ان کے جانے کے کوئی آدھ گھنٹے بعد وہ روانہ ہوئے۔

"جی کہاں چلنا ہے" بانکے نے پوچھا-

"گاف ہاؤس"

"جی! کہاں...؟" اس کے لہجے میں حیرت تھی-

"گاف ہاؤس... کیا بات ہے... تم گاف ہاؤس کا نام سن کر چونک کیوں اٹھے۔"

"وہ تو ایک سرکاری عمارت ہے"

"ہاں! ہمیں وہیں جانا ہے... بس تم چلو"

"جی اچھا... مم... معاف کیجئے گا... میں ذرا استنجے کی حاجت محسوس کر رہا ہوں"

"جلدی کرو بھائی..." شوکی نے منہ بنایا-

اس نے دوڑ لگا دی- جلد ہی وہ لوٹ آیا- پھر وہ گاف ہاؤس کے دروازے پر پہنچ گئے' چوکیدار کو سرکاری حکم سنایا- اس نے ان کے لیے دروازہ کھول دیا- بانکا گاڑی اندر لے گیا' پھر وہ گاڑی سے اترے اور اپنے انداز میں خفیہ طور پر پوری عمارت کا جائزہ لینا شروع کیا- اس دوران بانکا گاڑی میں آرام کرتا رہا- آخر ایک کمرے میں انہیں ایسے آثار ملے جیسے وہاں رومال والا اور اس کے ساتھی ٹھہرے ہوئے تھے- اس کمرے سے انگلیوں کے نشانات اٹھائے گئے- وہ ان نشانات سے مل گئے جو پہلے دو ٹھکانوں سے ملے تھے-

"ہم دیر سے پہنچے' وہ ہمارے یہاں آنے سے پہلے ہی نکل گئے۔" شوکی نے افسوس کے لہجے میں کہا-

"لیکن کیسے۔" اکبر راٹھور کے منہ سے نکلا-

"شاید انہیں پتا چل گیا تھا کہ ہم یہاں پہنچنے والے ہیں۔"

"ایک اور عجیب بات! یہ تو سرکاری عمارت ہے' یہاں جرائم پیشہ افراد کا کیا کام" اکبر راٹھور نے حیران ہو کر کہا-

"ہاں! یہ بات بھی کم عجیب نہیں ہے' لیکن اس کی تفتیش میں وقت لگ جائے گا- جبکہ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے... ہمیں پہلے لیاقت بگوڑیا صاحب کے بیٹے تک پہنچنا ہے... تاکہ یہ لوگ فادر کراؤن کو نہ چھڑا سکیں... آئیے چلیں"

وہ باہر نکل کر پھر لیاقت بگوڑیا کی کار میں بیٹھے اور کرنل فارانی کے گھر آ گئے' دوسری پارٹی ابھی واپس نہیں لوٹی تھی- ایسے میں فون کی گھنٹی بجی... جونہی شوکی نے موبائل کان سے لگایا... وہ بری طرح اچھلا اس کے منہ سے نکلا:

"مجرم اس وقت جہاں ہیں' اس ٹھکانے کا پتا چل گیا ہے اور لیاقت بگوڑیا کے بیٹے بھی وہیں موجود ہیں"

"کیا!!!" وہ چلا اٹھے۔

قہقہہ نہیں مسکراہٹ

☆ ایک کوچوان: یار کمال ہے' تم نے گھوڑے کے آگے بالکل سوکھی گھاس ڈال رکھی ہے پھر بھی وہ اس کو بہت شوق سے کھا رہا ہے-

دوسرا کوچوان: بات دراصل یہ ہے کہ میں نے گھوڑے کو سبز چشمہ پہنا دیا ہے- (شہاب الدین- منگھوپیر)

☆ ایک دوست: آج میں نے ریلوے والوں کو بڑا دھوکا دیا-

دوسرا: وہ کیسے؟

پہلا: میں نے کراچی کا ٹکٹ لیا' لیکن میں گیا نہیں-

(حافظ محمد نعمان احمد- ملتان)

☆ بھکاری: اللہ کے نام پر ایک روپیہ دے دو-

راہگیر: مانگنا اچھا نہیں-

بھکاری: میں نے روپیہ مانگا ہے' مشورہ نہیں-

(ظہیر احمد- مجاہد کالونی کراچی)

☆ استاد: بھائی چارے کا جملہ بنائیں-

شاگرد: جب دودھ والے سے پوچھا گیا کہ تم دودھ اتنا مہنگا کیوں بیچ رہے ہو تو وہ بولا' کیا کریں بھائی چارا مہنگا ہو گیا ہے-

(حافظ ماجد کلیم)

☆ ایک دیہاتی پہلی بار جہاز میں سوار ہوا اور پائلٹ سے بولا-

"چلو بھائی' چلتے کیوں نہیں"

"یہ گاڑی نہیں' ہوائی جہاز ہے" پائلٹ نے جھلا کر کہا-

"اس میں تیل تو پورا ہے نا" دیہاتی نے پوچھا-

"کیوں! تمہیں تیل کی کیا فکر ہے"

"اوپر جا کر تیل ختم ہو گیا تو کون نیچے اتر کر دھکا لگائے گا"

(مصباح اللہ عثمانی میدری- گلگت)

☆ ایک دوست: ہمارے ہاں اتنی سردی ہے کہ ہم چار چار لحاف اوڑھتے ہیں-

دوسرا: اور ہمارے ہاں اتنی سردی ہے کہ پانچ پانچ لحاف اوڑھتے ہیں۔

تیسرا: اور ہمارے ہاں اتنی سردی ہے کہ ہماری بھینسیں دودھ کی جگہ قلفیاں دیتی ہیں- (صبغت اللہ چودھوان)

☆ ایک شخص: آپ کے والد کیسے فوت ہوئے-

دوسرا: بڑھاپے کی وجہ سے-

پہلا: بڑھاپا واقعی بہت خطرناک بیماری ہے' پچھلے دنوں ہمارے محلے میں بھی اس بیماری سے کئی بچے ہلاک ہو گئے تھے-

(عبدالقدوس خان- مندوخیل)

☆ سرکس کے منیجر نے اعلان کیا کہ آج سرکس میں داخلہ مفت ہے- یہ اعلان سنتے ہی لوگوں کی بڑی تعداد سرکس میں داخل ہو گئی- جب پروگرام ختم ہوا تو منیجر نے باہر نکلنے والا گیٹ بند کر دیا اور اعلان کیا- "سرکس دیکھنے کا کوئی ٹکٹ نہیں' باہر جانے کا ٹکٹ تین روپے فی آدمی ہے" (محمد حنیف- تچن آباد)

☆ سیاست دان: (ڈاکٹر سے) ڈاکٹر صاحب! جب میں تقریر کرتا ہوں تو میری زبان تالو سے چمٹ جاتی ہے اور میں کانپنے لگتا ہوں-

ڈاکٹر: یہ کوئی بیماری نہیں' جھوٹ بولتے وقت ایسا ہی ہوتا ہے-

(ابوذر- کھیل اوٹی)

☆ خاوند: آج میں نے پانچ روپے بچائے-

بیوی: وہ کیسے؟

خاوند: بس میں سفر نہیں کیا' اس کے پیچھے بھاگتا ہوا گھر پہنچا ہوں-

بیوی: بچت ہی کرنا تھی تو کسی ٹیکسی کے پیچھے بھاگے ہوتے' چالیس پچاس کی تو بچت ہوتی- (حافظ محمد طیب جھنگوی)

آپ کا خط ملا

بچوں کا اسلام بچوں کا واحد اخبار ہے جس میں ان کی پسندیدہ تحریریں شائع ہوتی ہیں یہ کوئی معمولی اخبار نہیں بلکہ اسلامی اخبار ہے' اللہ آپ کو مزید کامیابی عطا فرمائے۔

(عبدالمنان صدیقی- سکھر)

اس پرفتن دور میں روزنامہ اسلام امید کی کرن ہے' لیکن جو تحریک بچوں کا اسلام نے بچوں کے لیے شروع کی ہے' وہ ایک ایسی قوم کو پھر سے جنم دے گی جو اللہ کی حاکمیت تلے جمع ہوگی اور روئے زمین سے اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کا صفایا کرے گی۔ میں ایک شہید کا باپ ہوں اور اسی کے راستے پر چلنا پسند کروں گا۔ اب تک بچوں کا اسلام کا ایک شمارہ تک نہیں چھوڑا۔

(محمد احمد آزاد- سرگودھا)

بچوں کا اسلام نکالنے والی انتظامیہ کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ آپ کی محنت کو قبول فرمائے۔

(قاری حکیم اللہ عارف کالوخان- صوابی)

بچوں کا اسلام پڑھ کر جذبہ ایمان بڑھتا ہے۔ ماشاء اللہ بہت کامیاب شمارہ ہے۔ بہت تیزی سے اس کی شہرت پھیل رہی ہے۔

(اعجاز احمد- بھکر)

ہمیں بچوں کا اسلام بہت پسند ہے' لیکن افسوس! ہم بچوں کا اسلام کو پسند نہ آئے' چار خط لکھے' ایک کا بھی جواب نہیں ملا نہ کوئی تحریر شائع ہوئی۔ کیا تچن آباد والے آپ کو پسند نہیں۔ پھر بھی میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ (محمد حنیف- تچن آباد)

اخبارات کی دنیا میں روزنامہ اسلام اور ضرب مومن اسلامی صحافت کے علم بردار ہیں' اب جو آپ نے بچوں کا اسلام کا اضافہ کیا ہے' یہ بہت اچھا قدم ہے۔ اس میں سبھی مضامین اچھے ہوتے ہیں' سب سے زیادہ یہ مضامین پسند آتے ہیں۔ صحابہ کرام کے واقعات' عبداللہ فارانی' آپ کا امتحان' کیا آپ جانتے ہیں' اندھی سازش۔ یہ سب پڑھ کر دل کو عجیب سی راحت ہوتی ہے۔

(عبدالغفار جانباز- کورنگی کراچی)

ہم سب بہن بھائی بہت شوق سے بچوں کا اسلام پڑھتے ہیں' ہر اتوار کا بے چینی سے انتظار کرتے ہیں' اندھی سازش مکمل ہو چکی ہے' بہت پسند آئی۔ (رانا محمد قاسم- عاصم- ناصر- شاہکوٹ)

جب سے بچوں کا اسلام شروع ہوا ہے' باقی رسالے اور اخبار نہیں خریدتا۔ بچت بھی بہت ہوتی ہے اور مزا بھی آتا ہے۔

(حافظ محمد طیب جھنگوی- سیالکوٹ)

آپ نے' آپ کا امتحان نمبر 8 کے جوابات نہیں دیے اور امتحان نمبر 9 کے جوابات بھی ساتھ ہی لکھ دیے... یہ کیا بات ہوئی۔

(محمد داؤد فاروقی بن محمد نصیب- ملتان)

جواب: ایسا بھی ہوتا ہے۔ بعد کے شماروں میں امتحان 8 کے جوابات دے دیے گئے تھے۔

اغوا کا جال

اشتیاق احمد

اب تو ان سب پر جوش سوار ہو گیا۔ انسپکٹر کامران بلند آواز میں بولے۔

"تب پھر جلدی بتاؤ شوکی... وہ کہاں ہیں، اب ہم دیر کیوں لگا رہے ہیں، ہمیں فوراً اس طرف روانہ ہونا چاہیے۔"

"جی نہیں... ہمیں فوراً اس طرف روانہ نہیں ہونا چاہیے۔" شوکی نے برا سا منہ بنایا۔

"لیکن کیوں؟"

"ہمیں ہدایات یہ ہیں کہ جونہی ہم مجرم کا پتا چلانے میں کامیاب ہو جائیں، ہم لیاقت بگوڑیا کو اطلاع دے دیں۔ اور بس ہمارا کام ختم... ان کا خیال ہے، ہم اپنے طور پر مجرم کو گرفتار نہیں کر سکیں گے، کام خراب کر دیں گے... لہٰذا میں لیاقت بگوڑیا کو فون کر رہا ہوں۔"

"تب تو ٹھیک ہے... اس کا مطلب ہے... وہ فیاض اکرم پر ڈسٹرکٹ جیل وغیرہ کی مدد سے وہاں چھاپا لگوائیں گے۔"

"وہ جو چاہیں کریں... ان کا بیٹا انہیں مل جائے گا اور مجرم فیاض اکرم یہاں ان کے افسروں پر دباؤ نہیں ڈال سکیں گے... یہی ہم چاہتے تھے، وفادار کراؤن رہا نہ ہو سکے، بچا بھی پایا جائے۔"

"اچھی بات ہے، کر دو پھر فون... ہم بھی اپنے اپنے گھر چلتے ہیں، اس کیس نے بہت تھکا دیا ہے۔" اکبر راٹھور بولے۔

شوکی نے لیاقت بگوڑیا کے نمبر ملائے۔ جلد ہی ان کی آواز سنائی دی۔

"مبارک ہو لیاقت صاحب۔"

"کک... کیا... کیا میرا بیٹا مل گیا۔"

"جی ہاں! اللہ کی مہربانی سے ہم نے ان کا سراغ لگا لیا ہے اور آپ کی ہدایت کے عین مطابق ہم وہاں خود نہیں گئے، آپ کو اطلاع دے رہے ہیں۔ اب آپ اپنے وسائل کے ساتھ فوری طور پر پہنچ جائیں۔ اس وقت بھی وہ لوگ وہیں ہیں۔ اور آپ کے فرزند بھی ان کے ساتھ موجود ہیں۔"

"آپ... آپ نے بالکل ٹھیک کیا۔ آپ فکر نہ کریں، ہم ابھی اور اسی وقت روانہ ہو رہے ہیں۔ میرے ساتھ فیاض اکرم اور چند ذمے دار آفیسر ہوں گے۔"

"اور ہمارے بقایاجات آپ ہمارے دفتر بھیج دیجیے گا۔"

"او ہاں! بالکل... پانچ ہزار روپے آج ہی آپ کے دفتر پہنچ جائیں گے، مزید کوئی اخراجات ہوئے ہوں تو وہ بھی بتا دیں۔"

"جی نہیں! ہم جو معاہدہ کرتے ہیں، اس سے زائد نہیں لیتے، اخراجات اسی رقم میں سے کرتے ہیں جو طے کرتے ہیں۔ ہمارا ایک اصول ہے بگوڑیا صاحب! ہم اپنے اصول سے ایک انچ بھی ادھر سے ادھر نہیں ہوتے۔"

"یہ بہت اچھی بات ہے... شکریہ... بتائیں۔"

"ساحل سمندر پر ایک ڈاک بنگلہ ہے... ساحل نمبر نو پر بنگلے کا نام پہلی کرن ہے۔ ساحل نمبر نو پر ہر کوئی اس کے نام سے واقف ہے۔ اس کے چاروں طرف کوئی عمارت بھی نہیں ہے۔ اس لیے عمارت کو گھیرے میں لینا کوئی مشکل کام نہیں ہو گا۔"

"بہت بہت شکریہ! آپ لوگ واقعی حیرت انگیز ہیں... میں آپ لوگوں کو یاد رکھوں گا، اور جب بھی کوئی کام پڑا، آپ کی خدمات حاصل کروں گا، آپ جیسے ایمان دار آج کے زمانے میں مشکل ہی ملتے ہیں۔"

"نہیں جناب شکریہ! مہربانی فرما کر ہماری تعریف نہ کریں۔ تعریف انسان کو آسمان پر چڑھا دیتی ہے اور پھر وہ دھڑام سے نیچے آ گرتا ہے۔"

"ٹھیک... شکریہ!" لیاقت بگوڑیا کے منہ سے نکلا اور شوکی نے فون بند کر دیا۔

"ہمارا کام ختم... آپ لوگوں نے اس کیس میں بہت ساتھ دیا۔ ہم اب اپنے گھر جائیں گے۔"

"لیکن شوکی... ہم تو اس کیس میں یہ بھی نہ جان سکے کہ مجرم کون تھا؟"

"مجرم... رومال والا ہی تھا۔"

"لیکن وہ تو کرائے کا آدمی تھا، اس سے تو ہر کوئی کام لے سکتا ہے۔"

"ہاں! اچھی بات ہے... آپ فکر نہ کریں، پولیس رومال والا سے سب کچھ اگلوائے گی اور اصل مجرم سامنے آ جائیں گے۔"

"تب پھر ہم بھی چل دیے۔" اکبر راٹھور بولے۔

اور وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

’’ارے ۔۔۔ وہ کرنل فارانی ۔۔۔ آفتاب اخلاق اور شوکی ۔۔۔ وہ تو اب تک آئے ہی نہیں۔‘‘

’’وہ آتے رہیں گے ۔۔۔ اللہ حافظ۔‘‘

○

شوکی اپنے دفتر میں بہت اداس بیٹھا تھا۔ ایسے میں لیاقت گوڑیا کی کار دفتر کے سامنے رکی ۔۔۔ انہوں نے اسے کار سے اترتے دیکھا، پھر وہ آندھی اور طوفان کی طرح دفتر کی طرف بڑھا۔ دروازے پر پہنچ کر ٹھٹکا اور بولا:

’’السلام علیکم! کیا میں اندر آسکتا ہوں؟‘‘

’’وعلیکم السلام، تشریف لایئے ۔۔۔ لیکن پانچ ہزار روپے کے لیے آپ کو خود آنے کی کیا ضرورت تھی ۔۔۔ آپ بابکے صاحب کے ہاتھ بھیج سکتے تھے۔‘‘

’’شش ۔۔۔ شکریہ!‘‘ اس کے منہ سے نکلا۔

’’شکریہ تو آپ فون پر ادا کر چکے ہیں، ویسے بھی اس میں شکریے کی کوئی بات نہیں، یہ ہمارا فرض تھا ۔۔۔ جو ہم نے پورا کیا۔‘‘

لیاقت گوڑیا کے منہ سے کوئی لفظ نہ نکلا ۔۔۔ وہ پتھر کے بت کی طرح چٹائی پر بیٹھا رہا۔

’’کیا بات ہے گوڑیا صاحب ۔۔۔ آپ کچھ بولتے کیوں نہیں؟‘‘

’’مجھے افسوس ہے شوکی صاحب ۔۔۔ مجرم نکل گئے ۔۔۔ ہم انہیں نہیں پکڑ سکے ۔۔۔ پولیس بری طرح ناکام ہوگئی۔‘‘

’’کیا ۔۔۔ یہ ۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔‘‘ شوکی نے حیران ہو کر کہا۔

’’جو بات ہے، وہی کہہ رہا ہوں اور میں کہہ بھی کیا سکتا ہوں، اپنے عزیز فیاض اکرم اور پولیس کے اہم افسران کے ساتھ ہم نے وہاں چھاپہ مارا، لیکن ہمارے وہاں پہنچنے سے کافی دیر پہلے ہی وہ لوگ فرار ہو چکے تھے، اس عمارت سے انگلیوں کے جو نشانات ملے ہیں، وہ پہلے والے دونوں کاموں پر ملنے والے نشانات سے ملتے ہیں، اس لیے شوکی صاحب! آپ کی اطلاع بالکل درست تھی، لیکن ہمارا چھاپہ ناکام رہا۔‘‘

’’اور یہ آپ کی اپنی حسب منشی سے ہوا، آپ ہی کی ضد تھی کہ مجرموں کو آپ خود پکڑیں گے۔‘‘ شوکی نے منہ بنایا۔

’’کیا میں نے اس لیے کہا تھا کہ فیاض اکرم جیسے لوگ میرے عزیز ہیں، بڑے بڑے افسروں سے تعلقات ہیں، میں نے یہ خیال کیا تھا کہ ہم لوگ زیادہ بہتر طور پر چھاپہ ماریں گے، اگر یہ کام آپ لوگوں نے کیا تو مجرم نکل جائیں گے ۔۔۔ لیکن افسوس میرا خیال غلط نکلا ۔۔۔ مجھے اپنے پانچ ہزار ۔۔۔ کیا آپ نے سرے سے یہ کیس اپنے ہاتھ میں لے سکتے ہیں۔‘‘

’’اب کیا فائدہ ۔۔۔ چوبیس گھنٹے پورے ہونے والے ہیں ۔۔۔ مجرموں کا فون آنے ہی والا ہوگا اور وہ آپ کو اب مزید مہلت نہیں دیں گے۔‘‘

ایسے میں لیاقت گوڑیا کے موبائل کی گھنٹی بج اٹھی۔ وہ زور سے چونکا، نظر گھڑی پر جا لگی، اس نے مارے خوف کے کہا:

’’پپ ۔۔۔ پورے ہوگئے ۔۔۔ چوبیس گھنٹے پورے ہوگئے۔‘‘

’’آپ پہلے فون سن لیں۔‘‘

’’ٹھیک ۔۔۔ لیکن میں کہوں گا کیا۔‘‘

’’ان سے مزید مہلت مانگیں، منہ دیں تو رقم ادا کرنے کا طریقہ پوچھیں، پھر ان سے چند منٹ بعد جواب دینے کے لیے کہیں، اتنی مہلت تو وہ آپ کو دیں گے ہی۔‘‘

’’اچھا ۔۔۔ اچھا ۔۔۔ اب جو آپ کہیں گے، میں صرف وہ کروں گا ۔۔۔ آپ کے مشورے کے بغیر ایک انچ حرکت نہیں کروں گا۔‘‘

’’خیر خیر ۔۔۔ آپ فون سن لیں۔‘‘

انہوں نے فون کان سے لگا لیا اور دوسری طرف کی بات سننے لگے۔ پھر انہوں نے فون بند کر دیا۔ اچانک وہ پُرسکون ہو گئے تھے، یوں لگا جیسے ان کی ساری پریشانی پر لگا کر اڑ گئی ہو۔

’’کیا آپ کا بیٹا واپس مل گیا ہے۔‘‘

’’یہ ۔۔۔ یہ فون فیاض اکرم صاحب کا تھا، انہوں نے بتایا ہے کہ چند اعلیٰ افسران نے ان سے بات چیت کی ہے ۔۔۔ حکومت نے زرِ تاوان کے بدلے میں قادر کراوان کو چھوڑنا منظور کر لیا ہے۔‘‘

’’کیا!!!‘‘ شوکی بری طرح چلا اٹھا۔

ف۔ سمین احمد

میں کشمیر کی بیٹی ہوں

میں کشمیر کی بیٹی ہوں
بے جرم مسلماں عورت ہوں
کیا تم کو دکھائی دیتے ہیں
گرتے ہیں آنسو آنکھوں میں
اک آگ سلگتی رہتی ہے
میری ان ٹھنڈی سانسوں میں
کوئی ہے جو آ کر دیکھ سکے
یہ چھالے میرے پاؤں کے
یہ روح کا گہرا زخم میرا
گو اپنی حیا پہ نازاں ہوں
ڈرتی ہوں اُن انسانوں سے
کہ جن کو خدا کا خوف نہیں
جو بدتر ہیں حیوانوں سے
کیا وہ بھی انساں کہلاتے ہیں
خوں لوگوں کا جو پیتے ہیں
کشمیر کو جنت تب مانوں
میری عزت گر محفوظ رہے
اک ایسا دن بھی آئے گا
رب میری دعائیں سن لے گا
رحمت کا مینہ برسائے گا
تب زور سے پھر میں بولوں گی
میں کشمیر کی بیٹی ہوں
ہاں میں کشمیر کی بیٹی ہوں

قہقہے نہیں مسکراہٹ

☆ کچھ لوگ ایک کنجوس کے پاس آئے۔ اسے بتایا کہ وہ لوگ محلے میں پانی کا تالاب بنا رہے ہیں، آپ بھی مدد کریں۔ اس نے بیٹے کو آواز دی اور کہا:
’’بیٹا انہیں پانی کی دو بالٹیاں بھر دو۔‘‘ (محمد قمر اقبال صدیقی)

☆ ایک انگریز مزاحیہ ادیب نے ایک تقریر کے دوران کہا:
’’میرے بچپن کا زمانہ مفلسی کا زمانہ تھا، ہم لوگ اس قدر غریب تھے کہ اپنے گھر کی حفاظت کے لیے ایک کتا بھی نہیں رکھ سکتے تھے، چنانچہ رات کے وقت جب کوئی آہٹ سنائی دیتی تو ہمیں خود ہی بھونکنا پڑتا تھا۔‘‘ (شیر علی چنگیزی۔ لاہور)

☆ حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا حضرت! کوئی ایسی ترکیب بتائیں، میں کھاتا پیتا بھی رہوں اور میرا روزہ بھی نہ ٹوٹے۔ اس کی بات سن کر انہوں نے کہا:
’’یہ کیا مشکل ہے، آپ کل روزہ رکھ کر میرے پاس آ جائیں، مجھ سے جوتے کھاتے رہیں اور غصہ پیتے جائیں، روزہ نہیں ٹوٹے گا۔‘‘ (عبدالرؤف عیسیٰ۔ چوک اعظم)

☆ قاضی ابو سعید سے کسی نے پوچھا پستے کا حلوہ مزے دار ہوتا ہے یا بادام کا، انہوں نے فوراً جواب دیا:
’’معاملہ چونکہ انصاف کا ہے، اس لیے ان کی غیر موجودگی میں فیصلہ نہیں ہو سکتا، لہٰذا دونوں کو حاضر کیا جائے تاکہ ان کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا جا سکے۔‘‘ (م۔ س۔ محمد یاسین۔ کراچی)

☆ ایک چور نے وکیل کی فیس ادا کرنے کے لیے چاندی کا ایک کپ پیش کیا۔ وکیل نے پوچھا کیا یہ کپ تم نے چوری میں جیتا ہے، جواب دیا، جی ہاں! بالکل یہی بات ہے۔ وکیل نے پوچھا، اس دوڑ میں اور کون کون شریک تھا۔ جواب: جی آٹھ پولیس والے، دو دکان دار اور بازار کے کچھ لوگ۔ (نعمان۔ میانوالی)

☆ ایک شخص خلیفہ ہارون رشید سے ملا اور کہا میں حج کرنا چاہتا ہوں، ہارون نے کہا، راستہ سامنے ہے، چلے جاؤ۔ اس نے کہا، میں غریب ہوں، اس نے کہا یہ تو کوئی عجیب بات نہیں۔ اس نے کہا میرے پاس پیسے نہیں، ہارون نے کہا، تم پر حج فرض ہی نہیں۔ اس نے برجستہ کہا، میں فتویٰ نہیں، ہدیہ لینے آیا ہوں۔ (ساجدہ ظفر۔ ملتان)

☆ ایک شخص نے شاہ اسماعیل شہید سے کہا، داڑھی رکھنا خلاف فطرت ہے کیونکہ بوقت ولادت منہ پر داڑھی نہیں ہوتی، شاہ صاحب نے فوراً فرمایا، دانت بھی نکلوا دو، یہ بھی خلاف فطرت ہیں کیونکہ ولادت کے وقت دانت بھی نہیں ہوتے۔ (محمد رضوان عزیز)

☆ مالک (نوکر سے) میں نے تم سے کہا تھا، چاول مرغی کے بچے کو ڈال دو، تم نے بلی کو ڈال دیے۔
نوکر: جناب! مرغی کا بچہ بلی کے پیٹ میں ہے۔ (ریاض احمد۔ خیر پور میرس)

☆ ایک شخص پولیس کی نوکری کے لیے انٹرویو دینے گیا، آفیسر نے اس سے پوچھا، اگر کسی جگہ کافی بھیڑ ہو اور اس کو پُرامن طریقے سے منتشر کرنا ہو تو تم کیا کرو گے؟
اس نے جواب دیا:
’’میں چندہ مانگنے کے لیے جھولی پھیلا کر گھومنے لگوں گا۔‘‘ (احسان اللہ حسان۔ چارسدہ)

☆ باپ (بیٹے سے) نجومی کہتا تھا تمہاری تقدیر میں فیل ہونا لکھا تھا، لہٰذا تم فیل ہوگئے۔
بیٹا: جی ہاں ابا جی! اچھا ہوا، میں نے محنت نہیں کی، ورنہ ساری محنت بے کار جاتی۔ (پرنس الطاف حسین۔ ٹوبہ)

☆ مریض: ڈاکٹر صاحب! جب میں نہانے لگتا ہوں تو میرا جسم گیلا ہو جاتا ہے۔
ڈاکٹر: آپ نل بند کر کے نہایا کریں۔ (عبدالرحمٰن۔ تالیفات اشرفیہ۔ ملتان)

☆ استاد (شاگرد سے) سرگرم ہونا کو جملے میں استعمال کرو۔
شاگرد: بخار سے اس کا سر گرم ہے۔ (ماریہ نوید۔ جھنگ)

12

اغوا کا جال

اشتیاق احمد

چند سیکنڈ تک وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے لیاقت بگوڑیا کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے:

''اچھا تو میں چلتا ہوں... اب تو بات ہی ختم ہوگئی۔''

''ابھی آپ نے کیا کہا تھا جناب؟'' شوکی نے برا سا منہ بنایا۔

''لیکن اب آپ کی خدمات کی مزید کیا ضرورت رہ جاتی ہے، جب کہ حکومت فادر کراؤن کو چھوڑ رہی ہے... ادھر وہ چھوٹے گا... ادھر میرا بیٹا مجھ تک پہنچ جائے گا... السلام علیکم۔''

''آپ کی مرضی... بہتر تھا، ہمارا ایک مشورہ سن لیتے آپ۔''

''نہیں! اب کوئی ضرورت نہیں رہی۔'' یہ کہہ کر اس نے الوداعی انداز میں ہاتھ ہلایا اور دفتر سے نکل کر گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

شوکی نے فوراً کرنل فارانی کے نمبر ملائے، پھر انسپکٹر کاشان سے بات کی... آخر میں آئی جی انوار عالم کو فون کیا، وہ ساری بات سن کر بولے:

''بہت بری خبر سنائی شوکی... اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔''

''میں چاہتا ہوں حکومت فادر کراؤن کو رہا نہ کرے۔''

''حکومت کے افسران کو روکنا میرے بس سے باہر ہے شوکی، یہ بڑے لوگوں کا فیصلہ ہے، دراصل ان پر پہلے سے بہت دباؤ تھا، اب تو انہیں نزاکت کا بہانا مل گیا ہے... اس طرح اعتراضات سے حکومت بچ جائے گی۔''

''لیکن اگر عوام کو پتا چل گیا کہ برکت مسیح قیدی نمبر 309 دراصل فادر کراؤن ہے، جسے نزاکت کے بدلے میں رہا کر دیا گیا ہے تو۔''

''اس معاملے کو انتہائی خفیہ رکھا گیا شوکی... اور اگر بات باہر نکلی تو سب سے پہلے تم لوگوں کو گرفتار کیا جائے گا۔''

''ہمیں اپنی گرفتاری کی پروا نہیں۔''

''لیکن تم ایسا نہ کرنا شوکی... اس طرح پورے ملک میں گڑبڑ شروع ہو جائے گی اور اس کے نتیجے میں کچھ لوگ جان سے ہاتھ بھی دھو سکتے ہیں، ان کا خون بھی تمہاری گردن پر ہوگا۔ حکومت تم پر لمبا چوڑا مقدمہ قائم کرے گی اور تم چھوٹ نہیں سکو گے، لہٰذا وہ کام کرو، سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔''

''آپ ہی بتائیں... ہم کیا کریں۔''

''میں تمہیں جانتا ہوں... یہ نہیں ہو سکتا کہ تم نے ان کا سراغ کھو دیا ہو... تم جانتے ہو... مجرم کہاں ہیں، ان لوگوں نے نزاکت کو کہاں رکھا ہے، بس تم وہاں پہنچ جاؤ، اس سے پہلے کہ حکومت فادر کراؤن کو رہا کرے، تم نزاکت کو چھڑا لو...''

''یہ مسئلے کا حل نہیں ہے انکل...'' شوکی نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب؟'' آئی۔ جی صاحب بری طرح چونکے۔

''ہم نزاکت کو چھڑا لیتے ہیں، وہ کسی اور بڑے آدمی کے بیٹے کو اغوا کر لیں گے۔''

''تب پھر تمہارے نزدیک مسئلے کا حل کیا ہے۔''

''اصل آدمی کو بے نقاب کرنا... جب تک اصل آدمی کا چہرہ سامنے نہیں آ جاتا، اس وقت تک یہ معاملہ نہیں رکے گا۔''

''میں سمجھ رہا ہوں شوکی... تم تو ہو ہی مشکل میں اور اب مجھے بھی مشکل میں ڈالو گے... لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کا معاملہ ہے... اس لیے میں میدان میں کود رہا ہوں۔''

''تب پھر اپنے علاوہ کسی کو بھی نہ بتائیں... آپ کہاں کے لیے روانہ ہو رہے ہیں، اپنے ساتھ کسی کو نہ لائیں بلکہ خود کو بھی نہ بتائیں۔''

''کیا کہا شوکی... خود کو بھی نہ بتاؤں۔''

''آپ بس ایسے ہی چہل قدمی کرتے ہوئے دفتر سے نکل آئیں... ظاہر ہے... آپ اپنی کار کے بغیر تو کہیں کے لیے روانہ ہوتے نہیں، اس لیے وہاں مجرموں کا کوئی ساتھی موجود ہے تو اس وقت تک حرکت میں نہیں آئے گا... جب تک کہ کار حرکت میں نہ آئے... باہر نکل کر آپ ٹیکسی کے ذریعے ہم تک پہنچ جائیں۔''

''اوکے... میں سمجھ گیا۔''

شوکی نے فون بند کر دیا۔ اب اس نے آفتاب کا موبائل نمبر

ڈائل کیا... شوکی کی آواز سن کر آفتاب نے ایک لفظ بولا اور فون بند کر دیا۔ شوکی نے بھی فون بند کر کے جیب میں رکھ لیا۔

پھر وہاں اکبر راٹھور، کرنل فارانی اور آئی جی صاحب پہنچ گئے، شوکی ان کے ساتھ ایک ٹیکسی میں وہاں سے روانہ ہوا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے پوچھا:

''ہاں جناب! کہاں چلنا ہے۔''

''بس سیدھے چلتے رہو... راستہ بتا دیا جائے گا۔''

ٹیکسی چل پڑی ... جہاں مڑنے کی ضرورت ہوتی، شوکی ڈرائیور سے کہہ دیتا۔ باقی لوگ بالکل خاموش تھے۔ انہوں نے اپنے موبائل بھی بند کر دیے تھے۔ پھر ایک جگہ شوکی نے ٹیکسی چھوڑ دی۔ کچھ دور وہ پیدل چلتے رہے، آخر پھر ایک ٹیکسی میں سوار ہوئے۔ اسی طرح اس ڈرائیور کو راستہ بتایا گیا، یہاں تک کہ ایک عمارت سے کچھ فاصلے پر وہ اترے... رات ہو چلی تھی... جونہی وہ ٹیکسی سے اترے، آفتاب اور اشفاق تیر کی طرح ان کے قریب آ گئے، اخلاق ان کے ساتھ نہیں تھا۔

''کوئی فائدہ نہیں، وہ ہم سے چال چل گئے... غالباً انہوں نے بھی یہ بات بھانپ لی تھی کہ ہم ان کا ٹھکانہ دیکھ چکے ہیں۔''

''کیا مطلب... وہ کیسے نکل گئے، تم تعاقب کیوں نہ کر سکے۔'' شوکی نے جھلا کر کہا۔

''ہمیں معلوم نہیں تھا، اس عمارت کا کوئی راستہ پچھلی طرف بھی ہے... یہ خیال ہمیں بہت دیر سے آیا... خیال آنے پر جب ہم اس کی طرف گئے تو دروازہ کھلا ہوا تھا، عمارت بالکل خالی پڑی تھی۔''

''یہ بہت برا ہوا۔'' آئی جی صاحب کے منہ سے نکلا۔

''کیا تم نے ان لوگوں کو دیکھا تھا... وہ کتنے تھے۔'' شوکی نے آفتاب سے پوچھا۔

''جی نہیں... ہم تو بس باہر رہ کر نگرانی کر رہے تھے۔''

''اب ... اب کیا ہو گا شوکی۔'' کرنل فارانی اداس لہجے میں بولے۔

''وہی ہو گا انکل جو اللہ کو منظور ہو گا۔''

''میں بہت اداسی محسوس کر رہا ہوں، میرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔''

''ہم سب کی یہی حالت ہے فارانی صاحب... لیکن ہم کیا کر سکتے ہیں، ہم ان کا سراغ کھو چکے ہیں۔'' اکبر راٹھور بولے۔

''میں ذرا ایک فون کر لوں۔'' شوکی نے کچھ خیال آنے پر کہا۔

پھر اس نے اپنا موبائل نکالا، اس کو آن کیا ہی تھا کہ گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے فوراً فون کان سے لگا لیا... دوسری طرف جج کریم الدین تھے۔ وہ گھبرائی ہوئی آواز میں کہہ رہے تھے:

''شوکی... شوکی... میں بہت مشکل میں ہوں... اپنے دوستوں کے ساتھ ایک لمحہ ضائع کیے بغیر یہاں پہنچ جاؤ۔''

ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا۔

''مجرموں کا جال پوری طرح پھیلا ہوا ہے، ہر پہلو پر ان کی نظر ہے، وہ جج کریم الدین صاحب کو بھی گھیر چکے ہیں... پتا نہیں، وہ کس مشکل سے دوچار ہیں، بہر حال ہمیں جانا تو ہو گا۔''

اب انہوں نے دو ٹیکسیاں پکڑیں اور جج کریم الدین صاحب کی کوٹھی پر پہنچ گئے... ملازم نے انہیں ان کے کمرے میں پہنچایا۔ وہ اپنی میز کے آگے کرسی پر بیٹھے تھے... ان کے آگے ایک کاغذ پھیلا ہوا تھا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے کاغذ کو دیکھ رہے تھے۔ ان کے اندر داخل ہونے پر بھی ان کے جسم میں حرکت نہ ہوئی...

وہ آگے بڑھے، ان کی نظریں کاغذ پر پڑیں... تحریر پڑھتے ہی وہ بری طرح اچھلے۔

ممتا کی دعا

انور جمیل

اے مری آنکھوں کے تارے اے مرے آنگن کے پھول
دین حق کی سر بلندی کے لیے تو ہو قبول
شکل و صورت سے تری اسلام کا اظہار ہو
تیری سیرت کی رگوں میں ہوں شریعت کے اصول
ہوں ترے فکر و عمل کی جان قرآن و حدیث
تیرے جذبوں سے عیاں خوف خدا حُبِّ رسول
علم و جرأت میں بھی تو تصویر ہو حسنین کی
ہو مربی تیرا دستِ حُسنِ اخلاقِ بتول
ہو خوشی تجھ کو بہارِ عظمتِ اسلام سے
تو زوالِ ملتِ بیضا پہ ہو جائے ملول
دین ہی مقصد ترا ہو اے مرے نورِ نظر
ہو سدا سر پہ ترے رب کی عطاؤں کا نزول

امتحانی پرچہ نمبر 1 کے جوابات

1۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح ناشتے میں پانی میں شہد ملا کر نوش فرماتے تھے یا چھوہارے توڑ کر مٹی کے برتن میں پانی میں بھگو دیتے تھے، صبح وہ پانی پیتے تھے۔

2۔ ایک سنت زندہ کرنے پر سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔

3۔ مسواک کے ستر فائدے ہیں۔ ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ نصیب ہو گا۔

4۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح سویرے بیدار ہونے پر دونوں ہاتھوں سے چہرے اور آنکھوں کو تین بار ملتے تھے تاکہ نیند کا خمار دور ہو جائے۔ یہ دعا پڑھتے تھے:
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ.

5۔ جو اپنے گھر میں سلام کر کے داخل ہوا اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہوا۔

6۔ کسی کے ہاں جاؤ تو اجازت لینے سے پہلے سلام کرنا چاہیے اور اپنا نام بتانا چاہیے۔

7۔ بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھنی چاہیے:
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

8۔ مرض الموت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل مسواک تھا۔

9۔ کھانے کے وقت ایک پاؤں بچھا کر بیٹھنا چاہیے جب کہ دوسرا گھٹنا کھڑا رہنا چاہیے۔

10۔ سونے سے پہلے بسم اللہ پڑھ کر دروازے وغیرہ بند کرنا، پانی وغیرہ کے برتنوں کو ڈھانک دینا اور بتی گل کر دینا چاہیے۔ بستر کو جھاڑ لینا چاہیے۔

امتحانی پرچے میں کامیاب قارئین کے نام

محمد اسعد مدنی، جامعہ اسلامیہ فیصل آباد۔ بنت بخت رواں، جامعہ یوسفیہ بنوریہ کراچی۔ بنت مفتی عبدالروف، جامعہ دارالعلوم کراچی۔ سید ازار شاہ لانڈھی کراچی۔ بنت آفتاب مبارک پور۔ محمد اسعد اسامہ وحدت کالونی لیہ۔ محمد مقدس رضا ہاری ملتان۔ محمد طیب علوی لودھراں۔ بنت ندیم چوک گھنٹہ گھر ملتان۔ اشرف علی، حامد علی 1 جی نائن ٹو اسلام آباد۔ بنت نذیر احمد بلاک ایم، ڈیرہ غازی خان۔ محمد فیصل اعوان ضلع چکوال۔ حافظ حسین احمد مدنی، حافظ حسنین معاویہ، بہاول پور۔ س ریس، کراچی۔ ام حبیبہ زاہد، سرائے سدھو۔ عبدالغفار جانباز، بھکر۔ محمد جاوید اقبال فاروقی، گڑھ مہاراجہ، شورکوٹ جھنگ۔ حارث اقبال خٹک، اکوڑہ خٹک۔ بنت اکرم الحق، لاہور۔ سمیع اللہ خان ماجد، بھکر۔ عبید محمد اصفانی، ہری پور۔ ع حسن، کراچی۔ بنات فاروقی، خوشاب۔ حافظ محمد طاہر، مرالون۔ ام کلثوم، سیالکوٹ۔ محمد جمشید خان، بھکر۔ بنت محمد سعید، بنت محبت غفاری، میرپور خاص۔ بنت حافظ مظفر طارق، بورےوالہ۔

نوٹ: ان قارئین میں سے سب سے بہتر جوابات بنت بخت رواں، جامعہ یوسفیہ بنوریہ کراچی نے تحریر کیے ہیں۔ انہوں نے ساتھ میں احادیث اور ان کے حوالے تک تحریر کیے ہیں۔ جوابات ابھی موصول ہو رہے ہیں۔ باقی نام آئندہ۔

13

اغوا کا جال
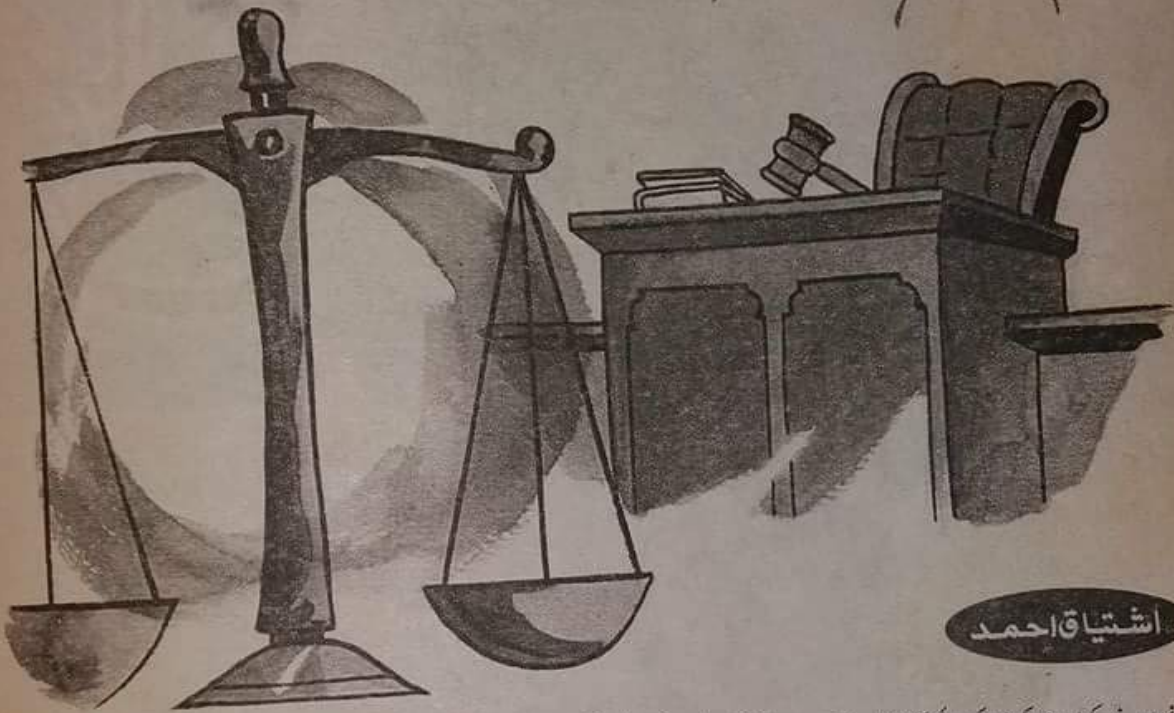
اشتیاق احمد

انہوں نے دیکھا، وہ فادر کراؤن کی رہائی کے احکامات تھے اور ان پر دستخط کیے جانے تھے جج کریم الدین صاحب کے۔ اب وہ بولے:

''وہ مجھ سے اس پر دستخط لینا چاہتے ہیں... اب بتائیں، میں کیا کروں۔''

''آپ کو آرڈر کن کی طرف سے ملا ہے۔''

''وزارت قانون کے سیکرٹری صاحب کی طرف سے۔''

''اس کا مطلب ہے... ہماری اپنی حکومت فادر کراؤن کو رہا کرنا چاہتی ہے۔''

''ہاں! یہی بات ہے۔'' جج صاحب بولے۔

''اب ہم کیا کر سکتے ہیں۔'' شوکی نے برا سا منہ بنایا۔

''گویا تم چاہتے ہو، میں دستخط کر دوں... نہیں بھئی! یہ مجھ سے نہیں ہوگا۔''

''آپ دستخط سے انکار کریں گے... وہ آپ کو ملازمت سے فارغ کر دیں گے... آپ کے پاس تو یہ کاغذ صرف اس لیے لایا گیا ہے کہ ہم آپ سے کوئی مدد نہ لے سکیں...''

''میں یہ بات سمجھتا ہوں... لیکن اس دنیا کی عدالت کے بعد ایک اور عدالت میں پیش ہونا پڑے گا شوکی... وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود ہوں گے... وہاں مجھ سے سوال ہوگا... تم نے ایک گستاخ رسول کی رہائی کے حکم پر دستخط کیے تھے... تو میرا کیا جواب ہوگا۔'' یہ کہتے ہوئے جج کریم الدین رو پڑے۔

''تب پھر آپ نے کیا سوچا ہے۔''

''میں استعفیٰ دے رہا ہوں۔''

''اس سے کیا ہوگا۔'' شوکی نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

''دستخط کرنے کے گناہ سے بچ جاؤں گا۔''

''ٹھیک ہے، آپ ایسا ہی کریں، کیونکہ اس وقت ایمان کا تقاضا یہی ہے۔''

انہوں نے ان کے سامنے ہی استعفیٰ لکھ دیا، ایسے میں شوکی کے موبائل کی گھنٹی بجی، اس نے پرجوش انداز میں کہا:

''اللہ کرے یہ فون اخلاق کا ہو۔''

''کیا مطلب؟'' اکبر، اشفورہ وغیرہ چونکے۔

اب پہلی بار انہیں احساس ہوا، اخلاق ان کے ساتھ نہیں تھا، وہ اس گھر کے باہر بھی نظر نہیں آیا تھا جہاں سے مجرم فرار ہو گئے تھے۔ انہوں نے دیکھا، شوکی پرجوش انداز میں فون سن رہا تھا۔ اس کے چہرے پر رونق ہی رونق نظر آنے لگی تھی، پھر فون بند کرتے ہی وہ باہر کی طرف دوڑ پڑا اور چلا اٹھا:

''آیئے!''

''اور میں کیا کروں۔'' جج کریم الدین بلند آواز میں بولے۔

''آپ وہی کریں جو کر رہے ہیں۔'' شوکی نے ہانک لگائی۔

اور پھر وہ آندھی اور طوفان کی طرح گاڑی میں روانہ ہوئے۔ گاڑی کرنل فارانی کی تھی اور وہی چلا رہے تھے۔

''چلنا کہاں ہے شوکی۔''

''نہیں بتاؤں گا۔'' اس نے فوراً کہا۔

''بتاؤ گے نہیں تو میں گاڑی کیسے آگے بڑھاؤں گا۔''

''میں راستہ بتا رہا ہوں نا۔''

''کیا تمہیں مجھ پر بھی اعتماد نہیں شوکی۔'' ان کے لہجے میں شکایت تھی۔

''یہ بات نہیں انکل...'' وہ مسکرایا۔

''تب پھر کیا بات ہے۔''

''دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں... کیا آپ کو یہ بات معلوم نہیں۔''

''اوہ ہاں... واقعی... لل... لیکن... اس وقت ہم گھر کی دیواروں کے اندر نہیں ہیں۔''

''گاڑی کی دیواروں کے اندر تو ہیں نا۔''

''اوہ ہاں! یہ تو ہے۔'' وہ بولے۔

پھر شوکی راستہ بتاتا رہا، دائیں موڑ لیں، بائیں لے چلیں، سیدھے چلتے رہیں، بس وہ یہ کہتا رہا، پھر وہ ایک عمارت سے کچھ دور

انصاف پسندی

سرفراز نواز۔ فیصل آباد

چین کا ایک بادشاہ بہرہ ہوگیا، وہ بہت انصاف پسند تھا، اس نے تمام امیروں اور وزیروں کو جمع کیا، انہیں بتایا کہ میں بہرہ ہوگیا ہوں، یہ بتانے کے بعد رونے لگا۔ اتنا رویا کہ اس کے سارے درباری بھی رونے لگے، انہیں روتا دیکھ کر بادشاہ نے کہا:

''تم غلط سمجھے! میں اپنے بہرہ ہونے پر نہیں رو رہا، بلکہ اس لیے رو رہا ہوں کہ اب میں مظلوم لوگوں کی فریاد کس طرح سنا کروں گا۔ ان کے ساتھ انصاف کس طرح کروں گا۔''

پھر اس نے حکم جاری کیا۔

''پورے ملک میں کوئی سرخ لباس نہ پہنے۔ سرخ لباس صرف وہ پہنے جس پر ظلم کیا گیا ہو اور جو مجھ سے انصاف چاہتا ہو۔''

نعت شریف

آنے والے یہ تو بتا شہر مدینہ کیسا ہے
سر ان کے قدموں میں رکھ کر جینا کیسا ہے

گنبد خضریٰ کے سائے میں بیٹھ کے تم تو آئے ہو
اس سائے میں رب کے آگے سجدہ کرنا کیسا ہے

دل آنکھیں اور روح تمہاری لگتی ہیں سیراب مجھے
در پہ ان کے بیٹھ کے آب زم زم پینا کیسا ہے

دونوں آنکھوں سے تمہاری اتنا پوچھ تو لینے دو
وقت دعا روضے پہ ان کے آنسو بہانا کیسا ہے

وقتِ رخصت دل کو اپنے چھوڑ وہاں تم آئے ہو
یہ بتلاؤ الطاف ان کے در سے بچھڑنا کیسا ہے

الطاف حسین

اللہ کا حکم یہی ہے

محمد تنویر خان۔ سکھر

ایک بادشاہ کے سامنے ایک چور کو پیش کیا گیا۔ چور بالکل نوجوان تھا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں۔ بادشاہ کے درباریوں نے اس کی سفارش کی اور کہا:

''کم عمر ہے، اسے معاف کردیں۔''

یہ سن کر بادشاہ نے کہا:

''تمہیں نوجوان کا خیال تو آگیا، اس کا خیال نہیں آیا جس کا اس نے مال چرایا ہے، جب اللہ کا حکم ہی ہاتھ کاٹ دینے کا ہے تو میں کیا کرسکتا ہوں۔''

اترے۔

''اس عمارت میں نزاکت موجود ہے۔''

''کیا تمہیں یہ اطلاع اخلاق نے دی ہے۔'' اکبر راٹھور بولے۔

''جج... جی ہاں! یہی بات ہے۔''

''لیکن یہاں اخلاق نظر نہیں آرہا۔''

''اس کی فکر نہ کریں، ضرورت پڑنے پر نظر آجائے گا... ابھی اس کا کام ختم نہیں ہوا۔''

''اوہ ہاں! اچھا خیر... اب کیا کرنا ہے۔''

''آیئے۔'' اس نے کہا اور دروازے پر پہنچ گیا۔ دستک کے جواب میں صرف چند سیکنڈ میں اندر سے کہا گیا:

''کون؟''

''سیکرٹری۔'' شوکی نے اندھیرے میں تیر چلایا۔

دروازہ کھل گیا، ساتھ ہی وہ اندر داخل ہوگئے۔ دروازہ کھولنے والا بری طرح اچھلا:

''یہ... یہ کیا۔''

''کیا ہم آپ کو سیکرٹری نظر نہیں آرہے۔'' شوکی کے لہجے میں حیرت تھی۔

''ہاتھ اوپر اٹھادیں۔'' وہ غرایا، اس کے ہاتھ میں پستول نظر آیا۔

''ضرور! کیوں نہیں۔'' شوکی نے خوش ہوکر کہا۔

''بھائی وہ تمہیں مٹھائی نہیں دے رہا... تمہیں ہاتھ اوپر اٹھانے کے لیے کہہ رہا ہے۔'' اکبر راٹھور نے جھلا کر کہا۔

''تو کیا ہوا... یہ لیجیے... میں نے اٹھادیے ہاتھ، آپ بھی اٹھادیں۔'' اس نے کہا۔

ان کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے۔

''آگے آگے چلو۔''

''جی اچھا۔''

وہ انہیں ایک کمرے میں لے آیا... وہاں نزاکت موجود تھا۔ اسے ایک کرسی پر بٹھا کر باندھا گیا تھا اور اس کے پاس پستول ہاتھ میں لیے بانکا موجود تھا۔ بانکے کو وہاں دیکھ کر اکبر راٹھور... کرنل فارانی اور انسپکٹر کاشان کو بہت حیرت ہوئی۔ ان کے علاوہ رومال والا بھی تھا۔

''آج تم نہیں بچو گے... تم لوگوں کے خاتمے کا فیصلہ کرلیا گیا ہے۔'' رومال والا مسکرایا۔

''ہم بھی یہی سوچ کر آئے ہیں۔ آج ہم نہیں یا تم نہیں۔''

''تم... تم ہمارا کیا بگاڑ لوگے۔'' رومال والا ہنسا۔

''اس بچے کی رسیاں کھول دو اور اسے گھر جانے دو... ہم آپس میں باتیں کرلیں گے۔''

''یہی تو اس پورے کیس کی چابی ہے اور ہم اسے رہا کردیں... ناممکن۔''

''تو تمہیں سیکرٹری صاحب نے یہ مہم سونپی تھی۔''

''اگر تمہیں پتا چل گیا ہے... تو کیا ہوا تم کون سا یہ بات کسی کو بتانے کے قابل رہو گے۔'' رومال والا بولا۔

''آج تمہاری مہم خراب ہوگئی رومال والا صاحب... اب اپنے رومال سے پسینہ خشک کرلیں۔''

''کیا مطلب؟''

''انکل کاشان... انہیں بتادیں... ان کا منصوبہ کس طرح دھرے کا دھرا رہ گیا۔'' شوکی ہنسا۔

''مم... میں بتادوں... کک... کیا مطلب۔'' انسپکٹر کاشان نے بوکھلا کر کہا۔ کیونکہ انہیں کچھ معلوم نہیں تھا۔

''اچھا خیر... آپ نہ بتائیں... میں خود بتادیتا ہوں... یہ دیکھیے رومال والا صاحب... اور بانکے صاحب آپ بھی دیکھ لیں... اس لیے کہ اس کیس کے آپ بھی ہیرو ہیں۔'' شوکی کے لہجے میں طنز تھا۔

''کیا مطلب شوکی۔''

''انہی محترم کی وجہ سے ہم قدم قدم پر ناکام ہوئے... یہ تو شروع سے رومال والا کے لیے کام کررہے تھے، اصل میں یہ رومال والا کے اپنے آدمی ہیں... منصوبے پر عمل شروع کرنے سے پہلے ہی انہیں کسی کی سفارش سے ملازمت دلوائی گئی... تاکہ یہ ہر موقعے پر موجود رہیں اور پولیس کی ہر کوشش کو ناکام بناتے رہیں... آپ کو یاد ہوگا... پورے دس دن تک پولیس کوئی کامیابی حاصل نہیں کرسکی... اس کی وجہ یہی صاحب تھے... جب کیس ہمارے حوالے ہوا تب انہوں نے ہماری جاسوسی شروع کردی اور میں نے اخلاق کو اس کی نگرانی پر شروع سے مقرر کردیا تھا۔''

''لیکن بات کیا بنی... تم لوگ پھر بھی ناکام ہوگئے... کیس کی باگ ڈور اب بھی ہمارے ہاتھ میں ہے... حکومت کا ایک اہم عہدے دار ہمارے ساتھ ہے۔''

''ہوگا... لیکن جو ہمارے ساتھ ہے... تم اسے نہیں جانتے۔'' شوکی مسکرایا۔

''اوہ... اوہ... وہ کون ہے۔''

''ادھر دیکھو... ہمارے ساتھ ہمارا اللہ ہے اور پیٹ کی طرف بھی دیکھ لو۔''

یہ کہہ کر شوکی نے پیٹ سے کپڑا اٹھادیا۔ وہ سب بری طرح اچھلے...

نوٹ! آیندہ ہفتے آپ آخری قسط پڑھیں گے۔

توجہ فرمائیں!

☆ اپنی تحریروں میں قرآنی آیات احادیث، تاریخی واقعات اور سائنسی معلومات کا حوالہ ضرور دیا کریں یعنی یہ واضح کیا کریں کہ آپ نے یہ چیز کس کتاب یا اخبار کے کس حصے سے لی ہے ورنہ اشاعت کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔

☆ ہمارے کچھ مہربان قارئین اپنے مضامین، کہانیاں وغیرہ لکھتے وقت الفاظ ملا ملا کر لکھتے ہیں، مہربانی فرما کر الفاظ کو آپس میں نہ ملائیں۔ مثلاً ایک بچی نے نصف صفحے کے اقوال میں اتنے الفاظ ملا کر لکھے۔

پڑھیگا۔ کریگا۔ رہیگی۔ اسکے۔ کریگا۔ پڑھیگا۔ دینیوالے۔ کیلیے

جب کہ یہ الفاظ اس طرح ہیں۔

پڑھے گا۔ کرے گا۔ رہے گی۔ اس کے۔ دینے والے۔ کے لیے۔

آپ غور فرمائیں۔ جب نصف صفحے میں اتنے الفاظ درست کرنا پڑیں گے تو پورا شمارہ تیار کرنے میں کتنا وقت زائد صرف ہوگا۔

وقت انتہائی قیمتی ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھیں۔

آخری قسط

اشتیاق احمد

انہوں نے اس کے پیٹ کی طرف دیکھا، شوکی نے پیٹ پر سے کپڑا ہٹا دیا تھا۔ وہاں ایک عدد بم بندھا تھا اور اس سے ٹک ٹک کی آواز آ رہی تھی۔

''یہ... یہ... یہ کیا۔'' رومال والا چلا اٹھا۔

''اس کو بم کہتے ہیں، لیکن یہ ٹائم بم نہیں ہے، اس لیے کہ مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا کہ کس وقت تم لوگوں کو بم سے اڑایا جا سکتا ہے، اس لیے پن والا بم لگا کر لایا ہوں... ادھر میں اس کی پن نکالوں گا، ادھر تم سب بھک سے اڑ جاؤ گے۔'' شوکی یہ کہتے ہوئے مسکرایا۔

''اور خود تم۔'' رومال والا طنزیہ لہجے میں بولا۔

''ہاں! ہم بھی ساتھ میں بھک سے اڑ جائیں گے، لیکن یہ کوئی نئی بات نہیں، اب دنیا فدائی حملوں کے بارے میں جانتی ہے، آئے دن فدائی حملے ہوتے رہتے ہیں، ہم نے سوچا، ایک عدد فدائی حملہ ہم بھی کر ڈالیں۔''

''اور اس طرح نزاکت کہاں بچے گا۔''

''نزاکت بے چارہ ویسے بھی کون سا بچا ہوا... آپ اپنی بات سوچیں۔''

رومال والا نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا، سب کے رنگ اڑے ہوئے تھے۔ یہ لوگ تو کرائے کے تھے، رقم لے کر دوسروں کے لیے جرم کرتے تھے، ان میں جان دینے کا جذبہ کہاں تھا اور وہ یہ جذبہ کہاں سے لاتے، چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا:

''استاد! ہمیں بے موت مرنا پسند نہیں، اس کیس میں اگر ہمیں دو لاکھ روپے نہ ملے تو کیا ہوا، پھر کما لیں گے، آپ بھی اپنے دس لاکھ کو بھول جائیں۔''

''لیکن یہ لوگ پھر بھی ہمیں گرفتار کریں گے... یہاں انسپکٹر کاشان موجود ہیں۔''

''ہم ان سے معاہدہ کر لیتے ہیں۔'' رومال والا پھنسی پھنسی آواز میں بولا۔

''کیسا معاہدہ۔'' شوکی نے چونک کر کہا۔

''تم لوگ نزاکت کو لے کر یہاں سے چلے جاؤ... اور ہماری گرفتاری کا خیال دل سے نکال دو، تمہارے نکلنے کے بعد ہم بھی یہاں سے نکل جائیں گے۔''

شوکی نے انسپکٹر کاشان کی طرف دیکھا، انہوں نے فوراً کہا:

''ٹھیک ہے شوکی... اصل مسئلہ نزاکت کا ہے... اور اس سے بھی بڑا مسئلہ ہے فادر کراؤن کا... لہٰذا یہ معاہدہ منظور کر لو شوکی... اس طرح نزاکت بھی بچ جائے گا اور ہم سب بھی... ان لوگوں کا کیا ہے... جرائم پیشہ ہیں... کبھی نہ کبھی قانون کے ہاتھ لگ ہی جائیں گے۔''

''اچھی بات ہے... نزاکت کو کھول دیں... ہم اسے لے کر جا رہے ہیں، اس کے بعد تم یہاں سے نکل جانا۔''

''نہیں! پہلے ہم جائیں گے... بلکہ جا رہے ہیں... آؤ بھاگو۔'' رومال والا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور پھر وہ بھاگ لیے، انہوں نے بھی فوراً نزاکت کو کھول ڈالا اور اسے لے کر باہر نکلے۔ پھر وہ سیدھے لیاقت بگوڑیا کے گھر پہنچے... وہ نزاکت کو دیکھ کر بے تحاشا اس کی طرف لپکے اور اس کے گلے سے لگ گئے، ساتھ میں رونے بھی لگے۔

''ہم چلتے ہیں بگوڑیا صاحب۔''

''یہ کیسے ہو سکتا ہے... آپ لوگ ٹھہریں... میں آپ کو کچھ کھلا پلا کر اور مزید رقم انعام کے طور پر دے کر رخصت کروں گا۔''

''اس وقت ہم ذرا جلدی میں ہیں اور طے شدہ رقم سے زائد لینے کے ہم عادی نہیں ہیں، جو رقم طے کرتے ہیں اس سے کم تو لے سکتے ہیں، زائد نہیں لے سکتے۔''

''اوہ... اوہ۔'' لیاقت بگوڑیا کے منہ سے نکلا... پھر اس نے کہا

''یہ تو بتاتے جائیں... آپ کو یہ کہاں ملے... آپ نے انہیں مجرموں سے کیسے چھڑایا۔''

''یہ کل کے اخبارات میں پڑھ لیجئے گا۔''

اور وہ وہاں سے نکل آئے۔

''کیا اب ہم اپنے گھر جائیں گے۔''

''نہیں! ابھی مجرموں کو پکڑنا باقی ہے۔''

''لیکن وہ تو فرار ہو چکے ہیں... اب ہاتھ کہاں آئیں گے۔'' انسپکٹر کاشان نے حیران ہو کر کہا۔

''وہ فرار ضرور ہو گئے ہیں، لیکن اللہ کی مہربانی سے ہماری پہنچ سے باہر نہیں... آپ اپنے اسٹیشن کے قابل اعتبار دس آدمی بلا لیں... اور بس۔''

اور پھر وہاں دس آدمی پہنچ گئے۔ انہیں ساتھ لے کر وہ روانہ ہوئے... ایک گھر کے سامنے وہ گاڑیوں سے اترے اور اسے گھیرے میں لے لیا... یہ سارا کام نہایت خاموشی سے ہوا، یوں بھی رات نصف سے زیادہ گزر چکی تھی۔

اب ایک سادہ لباس والے نے دروازے پر دستک دی... باقی لوگ دائیں بائیں دیوار سے لگ کر کھڑے ہو گئے، آخر ایک منٹ بعد کسی نے اندر سے کہا:

''کون...''

''رومال والا۔'' سادہ لباس والے نے فوراً کہا۔ اس نے آواز بھی قدرے بھاری بنائی تھی... اور ایسا اس نے شوکی کی ہدایت پر کیا تھا۔

دروازہ فوراً کھلا، سادہ لباس والے نے آؤ دیکھا نہ تاؤ... فوراً اندر داخل ہو گیا... دروازہ کھولنے والے کی آواز سنائی دی:

''ارے ارے... کون ہو تم۔''

ساتھ ہی انسپکٹر کاشان، کرنل قارانی اور اکبر راٹھور اندر داخل ہو گئے اور ان کے پیچھے شوکی برادران... اندر یاٹا حیرت کا بت بنا کھڑا تھا، اس کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا

...مارے حیرت کے اس کے منہ سے نکلا:

''آپ... آپ لوگ یہاں کیسے پہنچ گئے۔''

انہوں نے شوکی کی طرف دیکھا... کیونکہ یہ بات تو انہیں بھی معلوم نہیں تھی۔ شوکی جواب میں مسکرایا اور بولا:

''میں بتاتا ہوں... پہلے روز جب لیاقت بگوڑیا اپنی کار میں ہمارے دفتر آئے تو بانکا ڈرائیونگ سیٹ پر تھا، میں نے اخلاق کو اشارہ کر دیا کہ باہر جا کر کار اور ڈرائیور کا جائزہ لے... ہمارا طریقہ یہی ہے... اخلاق نے بانکے کو دیکھا تو اس کے چہرے اور انداز کو دیکھ کر اسے خطرے کا احساس ہوا، اس کی چھٹی حس بہت تیز ہے، اسی وقت ہم نے اس کی نگرانی شروع کرا دی تھی اور اس کے گھر کا پتا پہلے ہی لگا لیا تھا، لیکن اس پر ہمیں اصل شک اس وقت ہوا جب ہم اس کے ساتھ پارک میں گئے۔ اس نے پروگرام کے مطابق نہایت پھرتی سے لاکر وہاں گرا دیا... لیکن اس کی یہ حرکت ہم سے بھلا کیسے چھپی رہ سکتی تھی... جب کہ ہم شروع سے اس پر شک کر رہے تھے۔ ہم انجان بنے رہے... ہمارا اصل مسئلہ نزاکت کا تھا اور نزاکت کی زندگی خطرے میں تھی... اس لیے ہم نے اپنے شک کو ظاہر نہ کیا اور اپنے پروگرام کے مطابق کام کرتے رہے، ادھر رومال والا اپنے پروگرام پر عمل کرتا رہا... اسے اطمینان تھا، ایک بڑا سرکاری افسر اس کی پشت پر ہے... وہی دراصل قادر کراؤن کو نکلوانے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہا تھا... ظاہر ہے... اسے امریکہ کی حکومت نے اپنے جال میں پھانسا ہوا ہوگا... اور اسے مجبوراً ایسا کرنا پڑ رہا ہوگا... اللہ کا شکر ہے... ان کا منصوبہ ناکام ہوا...''

''لیکن شوکی... کب تک... یہ لوگ پھر کسی بڑے آدمی کے بیٹے کو اغوا کر لیں گے۔''

''اتنی جلدی تو یہ ایسا کر نہیں سکتے... فی الحال تو ہم بانکے میاں کے ساتھ رومال والا کے گھر جائیں گے اور اس طرح ان کے باقی ساتھیوں کو بھی ایک ایک کر کے گرفتار کریں گے... پھر اخباری نمایندوں کی ایک پریس کانفرنس بلائیں گے... اور ساری کہانی انہیں سنائیں گے...''

''لیکن... شوکی... تم اس کہانی میں سیکرٹری صاحب کا نام نہیں لوگے... کیونکہ ہمارے پاس ان کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے... یہ بڑے لوگ جب ایسا کام کرتے ہیں تو خود کو بالکل محفوظ رکھ کر کرتے ہیں، بس فون کے ذریعے کام لیتے ہیں، لہٰذا رومال والا کو بھی پتا نہیں ہوگا کہ اس سے یہ کام کون لیتا رہا ہے... بس اسے اس نے خفیہ طریقے سے رقم پہنچا دی ہوگی، اب اگرچہ ہم ان کا نام جانتے ہیں، لیکن ان کے خلاف کچھ ثابت نہیں کر سکتے۔''

''میں... اگر مجھے اجازت دی جائے تو ان کے خلاف ثبوت حاصل کر سکتا ہوں۔'' شوکی نے پرسکون آواز میں کہا۔

''اس طرح ہم بہت زیادہ الجھ جائیں گے... ہمارا اصل مقصد پورا ہو چکا ہے... یہ لوگ قادر کراؤن کو نہیں چھڑا سکے... اگر انہوں نے پھر کوئی ایسی کوشش کی... ہم بھی پھر حرکت میں آ جائیں گے۔''

''جیسے آپ کی مرضی... کیس کی حد تک ہم اپنی ذمے داری پوری کر چکے، لیاقت بگوڑیا کے بیٹے کو ان کے حوالے کر چکے... قادر کراؤن بدستور جیل میں ہے... ہمارے اطمینان کے لیے یہ بات بھی کافی ہے... لہٰذا اب ہم چلتے ہیں... شاید کوئی اور کیس ہمارے انتظار میں ہو... ابھی ہمیں اس رقم کو بھی خرچ کرنا ہے... جو لیاقت بگوڑیا سے ملی ہے... ہاں یاد آیا... پچھلے دنوں ایک غریب آدمی آیا تھا... اس کی بچی کی شادی کا مسئلہ ہے... چلو یہ رقم اس بے چارے کے کام آئے گی۔''

''لیکن شوکی کچھ اپنے لیے بھی بچا کر رکھا کرو۔'' اکبر راٹھور دکھ بھرے لہجے میں بولے۔

''رکھتے ہیں انکل... تھوڑا بہت اپنے لیے رکھ بھی لیتے ہیں۔''

پھر وہ ان سے رخصت ہو کر اپنے گھر آ گئے۔ گھر سے گزر کر جونہی دفتر میں داخل ہوئے اور اندر سے دروازہ کھولا، وہ بوڑھا کھڑا نظر آیا۔

''ہم... میں کب سے آپ لوگوں کا انتظار کر رہا ہوں۔''

''ہمیں افسوس ہے... آپ کو انتظار کرنا پڑا... اللہ نے آپ کی بچی کے لیے کچھ عطا فرمایا ہے... وہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر کر دیتے ہیں۔''

یہ کہہ کر شوکی نے لیاقت بگوڑیا سے ملنے والی رقم اس کے سامنے رکھ دی۔

اس لمحے انہوں نے بوڑھے کی آنکھوں سے آنسو بہتے دیکھے اور انہوں نے محسوس کیا، یہ اس کیس کا بہت ہی اچھا معاوضہ تھا... آنسوؤں کی صورت میں۔

(ختم شد)

سورج بنائیں گے ہم

اے۔ کیو۔ شاد

اپنے پیارے وطن کو سجائیں گے ہم
دشمنِ حق کی گردن اڑائیں گے ہم

ہم بہادر، جواں اور شہہ زور ہیں
کوئی دشمن نہ غدار باقی رہے

کوئی روکے گا کب تک ہمارے قدم
شہسوارانِ قوم و وطن کو سدا

چاند تاروں کی بزمِ طرب میں سدا
ہم مجاہد، نگہبان و سالار ہیں

لے کے ہاتھوں میں پرچم کو قرآن کو
عزم و ہمت سے اے شاد اگر کام لیں

ذرے ذرے کو سورج بنائیں گے ہم
اپنی جرأت و ہمت دکھائیں گے ہم

دہر کے ظالموں کو مٹائیں گے ہم
اپنا سکہ جہاں میں بٹھائیں گے ہم

مثلِ طوفاں زمانے پہ چھائیں گے ہم
قصہ، عزم و ہمت سنائیں گے ہم

مسکرائیں گے اور گنگنائیں گے ہم
اپنے خوں سے وطن کو سجائیں گے ہم

بجلیاں ظالموں پر گرائیں گے ہم
مثلِ گل ایک دن مسکرائیں گے ہم

حمد

یہ زمیں، یہ آسماں، یہ خوبصورت وادیاں
خالقِ کونین کی ہیں مدح میں رطب اللساں

دیکھ کر حسنِ منظر سوچتا ہے دل مرا
خوبصورت کس قدر ہوگا مرا ربِ جہاں

دیکھئے تو وہ کہیں ہم کو نظر آتا نہیں
ڈھونڈیے تو ہے مری شہ رگ کے پاس اس کا مکاں

کتنے بندے یاد سے رہتے ہیں اس کی بے خبر
پھر بھی بندوں پہ وہ رہتا ہر گھڑی ہے مہرباں

ایک بھی نعمت کا ہم سے شکر ہو سکتا نہیں
دوسری بھی زندگی مل جائے گر ہم کو یہاں

سایۂ رحمت میں رکھے تاج کو اے خدا
ورنہ بے سایہ ترے شاہوں کو بھی کب ہے اماں

م شاہ تاج۔ کراچی

بلال احمد نصیر

چاند تارے ہی کیا دیکھتے رہ گئے
ان کو ارض و سما دیکھتے رہ گئے

پڑھ کے روح الامیں سورۃ والضحیٰ
صورتِ مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے

وہ امامت کی شب وہ صفِ انبیاء
مقتدی مقتدا دیکھتے رہ گئے

معجزہ تھا وہ ہجرت میں ان کا سفر
دشمنانِ خدا دیکھتے رہ گئے

میں نصیر آج لایا وہ نعت نبی
نعت گو منہ میرا دیکھتے رہ گئے